گناہ یا اجتہادی خطا.... شریعت کے اصول ہیں.جو ان اصولوں کو پامال کرے حدودِ الہٰی سے تجاوز کرے.وہ خطاکار ہے.اور شریعت نے اسکیلیئے بھی احکامات مقرر فرمائے ہیں.اور شریعت سب کیلیئے یکساں ہے.چاھے وہ صحابی ہو تابعی ہو یا تبع تابعی .شریعت نے کہیں بھی یہ اصول متعارف نہیں کروایا کہ جب کوئی صحابی گناہ کرے تو ہم اسے اجتہادی خطا کہکر اسے اکہرے ثواب کا مستحق ٹھہرائیں.قرآنِ مجید نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی خطا کی کوئی تاویل نہیں کی(سورہ یوسف) .اور رسول اللہ(ص) کی اذواج کے فعل کی کوئی تاویل نہیں کی بلکہ فرمایا تم توبہ کرو(سورہ تحریم).یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا نبی سے خونی رشتہ بھی تھا اور صحابیت کا تعلق بھی تھا...اذواجِ پیغمبر(ص) صحابیت کا رشتہ بھی رکھتی تھیں.اور اسمیں کوئی شک و.شبہ نہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی اور نبی(ص) کی اذواج کو منافق نہیں کہا جاتا.لہٰذا ہر خطا کو صرف منافق تک محدود رکھنا اور ہر صحابی کے گناہ کی تاویل کرنا صریحاً قرآن کیخلاف ہے. اور نبی(ص) نے اس نظریہ کو گمراھی قرار دیا ہے.فرمایا دیکھو پہلی قومیں اسلیئے گمراہ تھیں کہ جب کوئی بڑا گناہ کرتا تھا تو وہ اسکو چھوڑ دیتے اور چھوٹا گناہ کرتا تو اسے سزا دیتے.پھر مزاجِ اسلام کا تعارف اس انداز سے کروایا کہ جنتی خواتین کی سردار جنابِ سیدہ فاطمہ(سلام اللہ علیہا) بھی اگر قابلِ حد جرم کریں تو میں ان پر حد جاری کر دونگا((بخاری))...اور یہ المیہ ہے اس دور کا کہ جہاں حقیقی اسلام باعثِ طعن و تشنیع بن گیا اور خیالی اسلام کو ایمان قرار دیا گیا..تو ہمیں

دیکھنا یہ ہے کہ کیا اصحاب شیطان کی گرفت و معصیت سے مبرا تھے.اگر نہیں تھے تو پھر کیا انکے ہر گناہ کی تاویل اجتہادی خطا سے کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے.اور اگر ایسا ثابت ہو بھی جائے تو کیا یہ قانون سب اصحاب کیلیئے یکساں رکھا ہے یا چند چنے ہوئے اصحاب کیلیئے صرف یہ استثنیٰ ہے.اور باقیوں کو اس قانون سے آزاد کر دیا گیا........

انصار...... نبی(ص) کے اصحاب میں انصار کا ایک خاص مقام ہے.انھوں نے مہاجرین کو سہارا دیا اور انکیلیئے اپنے مال و عیال کو قربان کرنے پر آمادہ تھے.اسکے باوجود نبی(ص) نے دو انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ میرے ساتھ خاتون میری ذوجہ ہے.اور یہ بات بتانے کی علت یہ قرار دی کہ شیطانی وسوے سے کوئی آزاد نہیں(بخاری). یعنی شیطان انصار پر اس حد تک بھی تسلط حاصل کر سکتا ہے کہ انکے اذہان میں یہ شبھہ ڈالے کہ رسول اللہ(ص) کسی نامحرم خاتون کے ساتھ تھے.یعنی سید الاولین و الآخرین خاتم النبیین کے بارے میں انصار پر بھی شیطان مسلط ہو سکتا ہے.....

بدری اصحاب... کیا بدری اصحاب شیطانی چالوں کا شکار نہیں ہو سکتے. کیا وہ گناہ کرتے نہیں یا انکے کیئے گئے گناہ کا محاسبہ نہیں کیا جائیگا... مسطح بن اثاثہ یہ بدری صحابی ہیں(بخاری)..جب رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے رسول اللہ (ص) کی حرمت امہات المومنین کی عفت پر تہمت لگانے کا ارتکاب کیا. تو مسطح بن اثاثہ و حسان بن ثابت و حمنہ بنتِ جحش اس سازش کا شکار ہو گئے.(بخاری).پھر سورہ نور میں اعلانِ برات کے بعد

نبی(ص) نے ان تینوں پر حد جاری فرمائی(سنن ابوداؤد)..اور ہم جانتے ہیں کہ حد گناہِ کبیرہ پر جاری کیجاتی ہے.یہ بدری صحابی ایک منافق کی بات میں آ گئے اور نبی(ص) کی عفت پر الزام کے مرتکب قرار پائے.کیا اللہ نے اور نبی(ص) نے انکی اس غلطی کو اجتہادی خطا قرار دیا.بلکہ اسکے برعکس حد جاری فرمائی.جسکا مطلب ہی یہ ہے کہ ان بدری صحابی کا گناہ معمولی نہیں بلکہ گناہِ کبیرہ ہے..لہذا یہ کہنا کہ بدری صحابی گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا یا پھر اسکے گناہ کی تاویل اجتہادی خطا سے کرنا لازم ہے یہ نظریہ قرآن و حدیث کے خلاف قرار پایا.......

اصحابِ بیعتِ رضوان.....کیا جو اصحاب بیعتِ رضوان میں شامل تھے اور اللہ اسوقت انکے بیعت کے فعل سے راضی ہوا تھا تو کیا اب وہ معصوم قرار پائے یا ان سے گناہ ہو سکتا ہے.اگر گناہ سرزد ہو تو کیا اسکی تاویل اجتہادی خطا سے کرنا لازم ہے..

ابو الغادیہ... ابنِ تیمیہ نے صراحت فرمائی کہ یہ اصحابِ بیعتِ رضوان میں شامل تھے.اور حضرت عمار بن یاسر(رض) کے قاتل تھے.(منہاج السنہ).اور امام البانی نے صراحت فرمائی کہ حضرت عمار بن یاسر(رض) کے قاتل کیلیئے صحیح السند حدیث صراحتاً موجود ہے کہ وہ جہنمی ہے اور ہم ابوالغادیہ کے قتل کو اسکی اجتہادی خطا قرار نہیں دے سکتے کیونکہ اس سے نبی(ص) کی پیشن گوئی غلط قرار پائیگی.اور ہم صحیح حدیث کو ماننے کے پابند ہیں((سلسلۃ الاحادیث الصحیحیہ))...یعنی کتنی بڑی جسارت ہو

گی کہ اللہ کے نبی(ص) جس فعل کو باعثِ جہنم قرار دیں اور فاعل کو جہنمی قرار دیں ہم اس فعل کو اکہرے ثواب کا مستحق اور فاعل کو جنتی قرار دیں..صرف اسلیئے وہ فاعل صحابی و صاحبِ بیعتِ رضوان ہے.گویا اللہ کو یہ معلوم نہیں تھا(معاذاللہ) کہ حضرت عمار بن یاسر رض کو کون شہید کریگا اور اسکا فعل اجتہادی خطا ہو گا یا گناہِ عظیم ہو گا.اسکا صلہ اسے جہنم سے نہیں بلکہ جنت سے دینا چاھیئے...آسانی سے کہدوں گویا ہم اللہ و رسول(ص) کو سمجھانا چاھتے ہیں کہ جتنی تعظیم اصحاب کی ہم کرتے ہیں اتنی اللہ و رسول(ص) نہیں کرتے(معاذ اللہ)....امام البانی فرماتے ہیں کہ قانون سب پر لاگو ہو گا لیکن اگر کوئی خارجی دلیل کسی فرد کو اس قانون سے خارج کر دے تو پھر ہم اسے داخل نہیں کرسکتے((سلسلة الاحادیث الصحیحیہ))...اسکی دو مثالیں یہاں قابلِ غور ہیں.. کلمہ اسلامی انسان پر جنت کو لازم کر دیتا ہے((بخاری و مسلم)) لیکن جو شخص کسی دلیل سے منافق قرار پائے جیسے عبد اللہ بن ابی تو وہ اس قانون سے نکل جاتا ہے...... دوسری مثال یہ ہے کہ ہجرت ایک عظیم کارنامہ ہے اور مہاجرین کی خاص شان ہے.لیکن ان مہاجرین میں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے.جنھوں نے ہجرت ایک خاتون سے شادی کرنے کیلیئے کی.تو نبی(ص) نے فرمایا جس نے دنیا یا خاتون سے شادی کی غرض سے ہجرت کی تو اسکو بس یہی حاصل ہو گا((بخاری)) اور اصحاب اس مہاجر صحابی کو مہاجر ام قیس کہتے تھے..اس روایت کو ابنِ حجر عسقلانی اور شیخ ابراهیم حسینی نے علی شرط الشیخین صحیح قرار دیا ہے..اور امام ذھبی

و المزی و جلال الدین سیوطی و امام الھیثمی و امام العراقی نے اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے..اب ظاہر ہے کہ خود اصحاب نے اس مہاجر صحابی کی ہجرت کو دیگر مہاجرین کی ہجرت کیطرح قرار نہیں دیا..تو اس خارجی دلیل نے اس شخص کو اس خاص ہجرت کی فضیلت سے محروم کر دیا....

عبد الرحمٰن بن عدیس.... یہ بیعتِ رضوان میں شامل تھے.اور حضرت عثمان رض کیخلاف جب گھر کا گھیراؤ کیا گیا تو انمیں سے ایک گروہ کے صرف فرد ہی نہیں بلکہ سردار تھے.امیرِ معاویہ نے جب انھیں گرفتار کیا اور یہ فرار ہوئے تو ایک شخص نے انھیں شہید کر دیا.یہ تمام باتیں تو ثابت ہیں.لیکن سوال یہ ہے کہ امیرِ معاویہ نے انھیں قید کیوں کیا..اور کیا امیرِ معاویہ نے انکے قاتل سے قصاص لیا..کیونکہ حکومت بھی امیرِ معاویہ کی تھی اور اس صحابی کا قاتل بھی امیرِ معاویہ کی فوج کا فرد تھا..اگر قصاص لیا تو صحیح السند روایت پیش کی جائے.اور اگر قصاص نہیں لیا تو پھر اسکی وجہ بتائی جائے.اس واقعہ میں چند باتیں قابلِ غور ہیں.......1......یعنی ایکطرف امیرِ معاویہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رض کے قاتل سے قصاص اتنا ضروری ہے کہ اگر حاکم علی علیہ السلام قصاص نہ لیں تو انکی بیعت ہی نہیں کیجائے گی..دوسری طرف ایک صحابی کو انھی کی فوج کا فرد قتل کرتا ہے تو حاکمِ وقت یعنی امیرِ معاویہ پر قصاص فرض ہی نہیں ہے اور وہ خود کو اس بات کا اھل بھی قرار دیتے ہیں کہ بلا چوں چراں انکی بیعت کر لیجائے.... ....2......اور دوسری طرف امیرِ معاویہ اس بیعتِ رضوان کے صحابی کو

خلیفہ راشد حضرت عثمان رض کے خلاف اقدام کرنے والوں کی سرداری کیوجہ سے گناہگار متصور کر رہے ہیں اسی لیئے انہیں قید میں بھی ڈالا اور انکے قتل کا قصاص بھی نہیں لیا..لیکن جب خود امیرِ معاویہ خلیفہ راشد حضرت علی علیہ السلام کے خلاف بغاوت و فوج کشی کرتے ہیں تو اس امر کو جائز قرار دیتے ہیں......3......اور آجکا مسلمان حضرت عثمان رض کیخلاف اقدام کرنیوالے اگرچہ بیعتِ رضوان کے صحابی ہی کیوں نہ ہوں انہیں گناہگار و باغی و سبائی کہتے ہیں..لیکن جب امیرِ معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے خلاف جنگ کرتے ہیں تو انکے اس فعل کو اجتہادی خطا اکہرے ثواب کا مستحق قرار دیتے ہیں.....4......اگر امیرِ معاویہ کے پاس علی علیہ السلام کیخلاف اقدام کرنے کا جواز تسلیم بھی کر لیا جائے تو ایسا جواز تو عبد الرحمٰن بن عدیس کے پاس بھی تھا...... گویا یہاں مسلمان کی سمجھ نہیں آتی...کہ دو اصحاب ایک ہی فعل انجام دیتے ہیں.دونوں اپنے زمانے کے خلیفہ کیخلاف اقدام کرتے ہیں..اور مسلمان ان دو اصحاب میں سے ایک کو گناہ گار و واجب القتل و فتنہ پرور سبائی سمجھتا ہے.اور دوسرے کو اجتہادی خطا کا مرتکب اور اکہرے ثواب کا مستحق سمجھتا ہے.جبکہ امیرِ معاویہ کی جنگ عبد الرحمٰن بن عدیس کے اقدام سے شدید ترین ہے..کیونکہ صفین میں ہزاروں اصحاب و تابعین کا قتلِ عام ہوا جبکہ محاصرہ حضرت عثمان رض میں ایک ہی شہادت ہوئی...تو ہم نتیجتاً کہتے ہیں کہ اگر خطا کار ہیں تو دونوں خطا کار ہیں..اگر حق پر ہیں تو دونوں حق پر ہیں..اگر اجتہادی خطا کے مرتکب ہیں دونوں اجتہادی خطاکار

ہیں ..... دونوں کیلیئے ایک ہی فعل انجام دینے کیوجہ سے دو الگ الگ حکم لگانا خیانت ہے...اللہ پاک سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے.....

صحیح البخاری...ترجمہ ابوداؤدراز صاحب..حدیث6787..

قَالَ: ((وَيْحَكُمْ -أَوْ وَيْلَكُمْ- لاَ تَرْجِعُنَّ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ١٧٤٢]

جواب دیا کہ ہاں' پہنچادیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس میرے بعد تم کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسلمان کا عنداللہ کتنا بڑا مقام ہے۔ جس کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان کا اہم فریضہ ہے۔

١١- باب إِقَامَةِ الْحُدُودِ وَالانْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللهِ

باب حدود قائم کرنا اور اللہ کی حرمتوں کو جو کوئی توڑے اس سے بدلہ لینا

٦٧٨٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلاَّ اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمٌ، فَإِذَا كَانَ الإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ، وَاللهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ قَطُّ، حَتَّى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللهِ فَيَنْتَقِمُ للهِ. [راجع: ٣٥٦٠]

(٦٧٨٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے' ان سے عقیل نے' ان سے شہاب نے' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان ہی کو پسند کیا' بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو' اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے۔ اللہ کی قسم! آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنے ذاتی معاملہ میں کسی سے بدلہ نہیں لیا' البتہ جب اللہ کی حرمتوں کو توڑا جاتا تو آپ اللہ کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

١٢- باب إِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ

باب کوئی بلند مرتبہ شخص ہو یا کم مرتبہ سب پر برابر حد قائم کرنا

یہ نہیں کہ اشراف کو چھوڑ دیا جائے۔

٦٧٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ فِي امْرَأَةٍ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا يُقِيمُونَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيعِ، وَيَتْرُكُونَ الشَّرِيفَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذَلِكَ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا)). [راجع: ٢٦٤٨]

(٦٧٨٧) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ ؓ نے کہ اسامہ ؓ نے نبی کریم ﷺ سے ایک عورت کی (جس پر حد کا مقدمہ ہونے والا تھا) سفارش کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اس لئے ہلاک ہو گئے کہ وہ کمزوروں پر تو حد قائم کرتے اور بلند مرتبہ لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہ ؓ نے بھی (چوری) کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیتا۔

صحیح البخاری..حدیث 7171...

صرف اپنے علم کی بنا پر مجرم کو سزا نہیں دے سکتا جب تک باقاعدہ شہادت سے ثبوت نہ ہو۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں قیاس تو یہ تھا کہ ان سب مقدمات میں بھی قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا جائز ہو تا لیکن میں قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں اور استحسان کے رو سے یہ کہتا ہوں کہ قاضی ان مقدمات میں اپنے علم کی بنا پر حکم نہ دے۔

٧١٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَلَمَّا رَجَعَتِ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلاَنِ مِنَ الأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ : ((إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ)) قَالاَ: سُبْحَانَ اللهِ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ)). رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ، وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٧١٧١]

(۷۱۷۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے جناب زین العابدین علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا (رات کے وقت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے) جب وہ واپس آنے لگیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ آئے۔ اس وقت دو انصاری صحابی ادھر سے گزرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ یہ صفیہ ہیں۔ ان دونوں انصاریوں نے کہا' سبحان اللہ (کیا ہم آپ پر شبہ کریں گے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر اس طرح دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے۔ اس کی روایت شعیب ابن مسافر ابن ابی عتیق اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری سے کی ہے' ان سے علی بن حسین نے اور ان سے صفیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی واقعہ نقل کیا ہے۔

٢٢- باب أَمْرِ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيرَيْنِ إِلَى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلاَ يَتَعَاصَيَا

باب جب حاکم اعلیٰ دو شخصوں کو کسی ایک جگہ ہی کا حاکم مقرر کرے تو انہیں یہ حکم دے کہ وہ مل کر رہیں اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں

٧١٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَبِي وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا)) فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: إِنَّهُ يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)). وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُودَاوُدَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ

(۷۱۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو عقدی نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی بردہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور ان سے فرمایا کہ آسانی پیدا کرنا اور تنگی نہ کرنا اور خوش خبری دینا اور نفرت نہ دلانا اور آپس میں اتفاق رکھنا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ہمارے ملک میں شہد کا نبیذ (تبع) بنایا جاتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ نضر بن شمیل'

ويروى مائل الجيد. ويروى: نكساً ثاني الجيد وللزبير:

لكن سأصرفها عنكم فأعدلها　　لطلحة بن عبيد الله ذي الجود

المستورد بن شداد

بن عمرو الفهري القرشي. سكن الكوفة ثم سكن مصر روى عنه أهل الكوفة وأهل مصر روى ابن وهب عن ابن لهيعة عن يزيد بن عمرو المعافري عن أبي عبد الرحمن الحبلي عن المستورد بن شداد، قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخلل أصابع رجليه في وضوئه. قال ابن وهب: فحدثت مالكاً بحديث المستورد هذا فقال: ما سمعنا به قال ابن وهب: ثم كان مالك يعمل به إلى أن مات يقال: إنه كان غلاماً يوم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكنه سمع منه ووعى عنه روى عنه من الكوفيين قيس بن أبي حازم ومن المصريين علي بن رباح وأبو عبد الرحمن الحبلي وجريج بن أبي عمرو وروى عنه حارثة بن وهب وعبد الرحمن بن جبير .

مسروق بن وائل الحضرمي

قدم على النبي صلى الله عليه وسلم في وفد حضر موت فأسلموا .

مسطح بن أثاثة

بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصي القرشي المطلبي. يكنى أبا عباد. وقيل: أبا عبد الله وأمه سلمى بنت صخر بن عامر ابن كعب بن سعد بن تيم بن مرة وهي ابنة خالة أبي بكر الصديق وقيل: أم مسطح بنت أبي رهم بن المطلب بن عبد مناف وأمها رائطة بنت صخر بن عامر خالة أبي بكر الصديق شهد بدراً ثم خاض في الإفك على عائشة رضي الله عنها، فجلده رسول الله صلى الله عليه وسلم فيمن جلد في ذلك وكان أبو بكر ينفق عليه فأقسم ألا ينفق عليه فنزلت: "ولا يأتل أولوا الفضل منكم والسعة". النور 22. الآية ويقال: مسطح لقب واسمه عوف بن أثاثة .

توفي سنة أربع وثلاثين وهو ابن ست وخمسين سنة وقد قيل: شهد مسطح صفين وتوفي سنة سبع وثلاثين وقد ذكرناه في باب من اسمه عوف من العين في هذا الكتاب والحمد لله.

مشرح

وفد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج معه بأخيه لأمه، يقال له مطر بن هلال بن عروة ومعهم الأشج وكان اسمه منذر بن عائذ. فذكر الحديث عنه .

مشرح الأشعري

له صحبة لم يرو عنه غير ابنته. من حديثه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قص أظفاره وجمعها ثم دفنها حديثه عند محمد بن سليمان بن مسمول المكي، عن عبيد الله بن سلمة بن وهرام عن أبيه عن ميل بنت مسرح عن أبيها هكذا ذكره الدارقطني مسرح وقال غيره: مشرح .

مصعب بن عمير

بن هاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصي القرشي العبدري يكنى أبا عبد الله. كان من جلة الصحابة وفضلائهم وهاجر إلى أرض الحبشة في أول من هاجر إليها ثم شهد بدراً و لم يشهد بدراً من بني عبد الدار إلا رجلان مصعب بن عمير وسويبط بن حرملة ويقال: ابن حريملة

الاصابہ ابنِ حجر عسقلانی...مسطح بن اثاثہ

معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اپنی بیعت کی دعوت دینے کے لیے تو جریر نے دعوت بھی دی اور ترغیب دی کہ آپ بھی عام مسلمانوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس شام کے عالی مرتبت لوگ موجود تھے، یعنی ذوالکلاع، شرحبیل بن سمط اور مسروق العکی وغیرہ ان کو بہت غصہ آیا اور بڑی سخت باتیں کیں اور قاصد کو بہت برا جواب دیا اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دھمکیاں دیں کہ آپ ان کو کوئی جواب نہ دیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ چھوڑنے کا پورا قصہ تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔

۷۹۳۸ مسطح بن اثاثہ [1]

نسب: مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصی مُطّلبی۔ نام: عوف، لقب: مسطح۔

اور ان کی والدہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خالہ کی بیٹی ہیں یہ مسلمان ہوگئی تھیں اور ان کے والد پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی کفالت کرتے تھے کھانے پینے کی اشیاء کی ذمہ داری انہی پر تھی رشتہ داری کی وجہ سے لیکن جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ مسطح باتیں کرنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ آئندہ سے ان کی کفالت بند۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ولا یأتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یُّؤتوا اولی القربٰی .... الخ﴾ [2]

تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ سے ان کا نان ونفقہ جاری فرمادیا۔ [3] بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کے بارے میں ایک تفصیلی روایت موجود ہے، اسی طرح امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بھی ایک اور طریق سے اسی روایت کو ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ان لوگوں کو کوڑے لگوائے جنہوں نے مجھ پر تہمت لگائی تھی اور انہی لوگوں میں سے مسطح بھی ہیں۔

وفات: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور ایک قول کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے بلکہ ان کے ساتھ جنگ صفین میں بھی شریک تھے۔ اسی سال ۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۷۹۳۹ مسعود بن الاسود [4]

مسعود بن اسود بن حارثہ بن نھلہ بن عوف بن عبید بن عویج۔ اسی طرح ایک سلسلہ نسب یہ ہے کہ ابن عدی بن کعب۔ لقب: قرشی، العدوی۔ ابن العجماء کے نام سے مشہور تھے۔ عجماء ان کی والدہ ہیں۔ عجماء ان کی والدہ ہیں جو کہ عامر بن فضل سلولی کی

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٨٦٥) استیعاب (ت: ٢٥٧٩) تجرید (٧٢/٢) [2] سورۃ النور (٢٢)

[3] بخاری کتاب المغازی باب (١٢) الحدیث (٤٠٢٥) کتاب التفسیر باب ﴿ولو لا اذ سمعتموہ قلتم .... الخ﴾ الحدیث (٤٧٥٠) مسلم کتاب التوبہ باب فی حدیث الافک (الحدیث: ٦٩٥١) مسند احمد (الحدیث: ١٩٧/٦) مصنف عبدالرزاق (الحدیث: ٩٧٤٨/٥)

[4] اسد الغابہ (ت: ٤٨٦٦) استیعاب (ت: ٢٤٠١) تجرید (٧٢/٢)

آٹھ ہزار صحابہ کرامؓ کا بے مثال انسائیکلوپیڈیا

اُسد الغابۃ
فی
معرفۃ الصحابۃ

مصنف

عز الدین ابن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ ◎ غلام ربانی عزیز

المیزان

انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد دلہاث سے انہوں نے اپنے باپ اسماعیل سے روایت کہ ان کے والد عبداللہ نے
اپنے والد مسرع سے روایت کی۔ انہیں یاسر نے بتایا کہ حضور اکرمؐ نے انہیں خیل (نواحِ مدینہ میں ایک بستی) کو روانہ کیا اور ان کی
بیوی حاملہ تھی۔ اس اثناء میں ان کی بیوی نے ایک بچہ جنا جسے وہ اٹھا کر حضورؐ کے پاس لائیں اور کہا! یا رسول اللہ یہ بچہ ابھی ابھی پیدا
ہوا ہے۔ اس کا باپ خیل میں ہے۔ آپؐ اس کا نام رکھ دیں۔ آپؐ نے بچہ لے لیا اس پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی
اور نام مسرع رکھا۔ کیونکہ اس نے آنے میں جلدی کی ہے۔ سو یہ مسرع بن یاسر ہے۔

۴۸۶۲۔ حضرت مسروح ابو بکرہؓ

حضرت مسروح ابو بکرہؓ۔ یہ حارث بن کلدہ الثقفی کے مولی تھے۔ طائف کے دن ایمان لائے۔ حضور اکرمؐ نے ان کی کنیت ابو
بکرہ رکھی کیونکہ وہ طائف سے صبح کے وقت نکلے تھے۔ ایک روایت میں ان کا نام نفیع بن حارث مذکور ہے اور ہم انشاء اللہ کنیتوں
کے باب میں پھر ان کا ذکر کریں گے۔ ابن مندہ اور اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۶۳۔ حضرت مسروقؓ بن اجدع الہمدانی

حضرت مسروقؓ بن اجدع الہمدانی۔ زمانہ جاہلیت کے آدمی ہیں۔ تابعی ہیں اور کنیت ابو عائشہ ہے۔ حضرت علیؓ اور ابن
مسعود سے روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۶۴۔ حضرت مسروقؓ بن وائل حضرمی

حضرت مسروقؓ بن وائل حضرمی۔ حضرموت کے وفد کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا
ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۶۵۔ حضرت مسطحؓ بن اثاثہ

حضرت مسطحؓ بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن مناف بن قصی قرشی مطلبی: ان کی کنیت ابو عبادہ یا ابو عبداللہ تھی۔ ان کی ماں کی
کنیت ام مسطح تھی اور ابو رہم بن مطلب بن عبدالمناف کی دختر تھیں اور ام مسطح کی ماں کا نام رائطہ بنت صخر بن عامر بن کعب تھا
حضرت ابو بکر صدیق کی خالہ تھیں۔
مسطح غزوۂ بدر میں موجود تھے اور واقعہ افک کو خواہ مخواہ ہوا دی تھی اور بطور سزا انہیں درے مارے گئے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ ان کی مالی امداد کرتے تھے۔ قسم کھائی کہ اب ان کی امداد نہیں کریں گے اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی و لا یاتل
اولو الفضل منکم والسعۃ الخ۔ چنانچہ ابو بکرؓ نے ان کا وظیفہ جاری کر دیا۔

...یت میں ہے کہ مسطح ان کا لقب تھا اور عوف نام اور بہن کا نام ہند تھا۔ مسطح نے ۵۶ برس کی عمر میں ۳۴ ہجری میں وفات
...کر ان لوگوں میں بھی کر آئے ہیں، جن کا نام عوف تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

...ضرت مسعودؓ بن اسود بن حارثہ

...سعودؓ بن اسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی العدوی: یہ اور ان کے بھائی
...دمیوں میں شامل تھے جنہوں نے بنو عدی میں سے ہجرت کی تھی۔ ان کی ماں عجماء بنت عامر بن فضل بن عفیف بن
...یہ بن سلول کی بیٹی تھی۔ دونوں بھائیوں کو ابن العجماء کہتے تھے۔ بیعت رضوان میں موجود تھے اور جنگ موتہ میں شریک
...تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔
...نے ان کے نسب کے بارے میں دوسروں سے اختلاف کیا ہے: مسعود بن اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عمر، مگر یہ

سنن ابوداود (اردو)

کتاب الطب — جلد چہارم — کتاب الأدب

تالیف

امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ ابوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تنقیح واضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دارالسلام

کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

(المعجم ٣٤) - **بَابٌ: فِي حَدِّ الْقَاذِفِ** (التحفة ٣٥)

باب:۳۴-تہمت کی حد کا بیان

٤٤٧٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَمَالِكُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِيُّ وَهٰذَا حَدِيثُهُ أَنَّ ابنَ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَهُمْ عنْ مُحمَّدِ ابنِ إِسْحَاقَ، عنْ عَبْدِ الله بن أبي بَكْرٍ، عنْ عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا - تَعْنِي الْقُرْآنَ - فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ أَمَرَ بالرَّجُلَيْنِ وَالْمَرْأَةِ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ.

۴۴۷۴-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب میری براءت کی آیات نازل ہوئیں تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا اور قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں۔ جب منبر سے نیچے اترے تو آپ نے دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق حکم دیا اور انہیں حد لگائی گئی۔

فائدہ: سیدہ عائشہ ؓ کی براءت کا بیان سورۂ نور کی ابتدا میں آیا ہے۔

٤٤٧٥ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَائِشَةَ، قالَ: فَأَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ مِمَّنْ تَكَلَّمَ بالْفَاحِشَةِ حَسَّانُ ابنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بنُ أُثَاثَةَ. قالَ النُّفَيْلِيُّ: وَيَقُولُونَ الْمَرْأَةُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ.

۴۴۷۵-محمد بن اسحاق نے یہ روایت بیان کی اور اس میں سیدہ عائشہ ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کو جو اس تہمت میں شریک تھے کے متعلق (حد لگانے کا) حکم دیا۔ یعنی حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ۔ نفیلی نے کہا کہ عورتوں میں حمنہ بنت جحش کا ذکر کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① تہمت کی حد اَسّی دُرّے (کوڑے) ہیں۔ ② صحابۂ کرام ؓ معصوم عن الخطا نہ تھے اور ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے ہمیشہ دعا کیا کریں۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر:١٠)

٤٤٧٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة النور، ح: ٣١٨١، وابن ماجه، ح: ٢٥٦٧ من حديث محمد بن أبي عدي به، وقال الترمذي: "حسن غريب" * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٥٠.

٤٤٧٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٠ من حديث أبي داود به.

منهاج السنة النبوية

في نقض كلام الشيعة القدرية

لابن تيمية
أبي العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم

تحقيق
الدكتور محمد رشاد سالم

الجزء السادس

١٤٠٦ - ١٩٨٦

ابو الغاديہ.الاولون السابقون و صاحبِ بیعتِ رضوان

وأما قتال الجمل وصفّين، فقد ذكر عليّ رضى الله / عنه أنه لم يكن ٣/ ٢٢١ معه نصٌّ من النبى صلى الله عليه وسلم، وإنما كان رأياً. وأكثر الصحابة لم يوافقوه على هذا القتال، بل أكثر أكابر[1] الصحابة لم يقاتلوا: لا مع هؤلاء ولا مع هؤلاء، كسعد بن أبى وقاص، وابن عمر، وأسامة بن زيد، ومحمد بن مسلمة، وأمثالهم من السابقين الأوّلين من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان، مع أنهم معظِّمون لعليّ، يحبونه ويوالونه، ويقدّمونه على من سواه، ولا يرون أن أحداً أحقّ بالإمامة منه فى زمنه، لكن لم يوافقوه فى رأيه فى القتال.

وكان معهم نصوص سمعوها من النبى صلى الله عليه وسلم تدلهم على أن ترك القتال والدخول فى الفتنة خير من القتال، وفيها ما يقتضى النهى عن ذلك. والآثار بذلك كثيرة معروفة.

وأما معاوية، فلم يقاتل معه من السابقين / الأوّلين المشهورين أحدٌ، ظ ٢٦٠ بل كان مع عليّ بعض السابقين، ولم يكن مع معاوية أحدٌ، وأكثرهم اعتزلوا الفتنة.

وقيل: كان مع معاوية بعض السابقين الأوّلين، وإنّ قاتل عمّار بن ياسر هو أبو الغادية[2]، وكان ممن بايع تحت الشجرة، وهم السابقون الأوّلون. ذكر ذلك ابن حزم وغيره.

(١) أكابر: ساقطة من (ب).

(٢) ب: أبو العادية. وسبق الكلام عليه رضى الله عنه.

سلسلة الاحاديث الصحيحيه امام البانی...جلد ۵..

٢٠٠٨ - (قاتِلُ عمَّارٍ وسالِبُهُ في النَّارِ).

رواه أبو محمد المخلدي في «ثلاثة مجالس من الأمالي» (٧٥ / ١ - ٢) عن ليث عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو مرفوعاً.

قلت: وهذا إسناد ضعيف، ليث - وهو ابن أبي سليم - كان اختلط.

لكن لم ينفرد به، فقال عبد الرحمن بن المبارك: ثنا المعتمر بن سليمان عن أبيه عن مجاهد به.

أخرجه الحاكم (٣ / ٣٨٧)، وقال:

«تفرد به عبد الرحمن بن المبارك، وهو ثقة مأمون، فإن كان محفوظاً؛ فإنه صحيح على شرط الشيخين».

قلت: له طريق أخرى، فقال الإمام أحمد (٤ / ١٩٨)، وابن سعد في «الطبقات» (٣ / ٢٦٠ - ٢٦١) والسياق له: أخبرنا عفان بن مسلم قال: أخبرنا حماد بن سلمة قال:

أخبرنا أبو حفص وكلثوم بن جبير عن أبي غادية قال:

«سمعت عمار بن ياسر يقع في عثمان يشتمه بالمدينة، قال: فتوعدته بالقتل، قلت: لئن أمكنني الله منك لأفعلن، فلما كان يوم صفين جعل عمار يحمل على الناس، فقيل: هذا عمار، فرأيت فرجة بين الرئتين وبين الساقين، قال: فحملت عليه فطعنته في ركبته، قال: فوقع فقتلته، فقيل: قتلت عمار بن ياسر؟! وأخبر عمرو بن العاص، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (فذكره)، فقيل لعمرو بن العاص: هو ذا أنت تقاتله؟ فقال: إنما قال: قاتله وسالبه».

قلت: وهذا إسناد صحيح، رجاله ثقات رجال مسلم، وأبو الغادية هو الجهني، وهو صحابي كما أثبت ذلك جمع، وقد قال الحافظ في آخر ترجمته من «الإصابة» بعد أن ساق الحديث، وجزم ابن معين بأنه قاتل عمار:

«والظن بالصحابة في تلك الحروب أنهم كانوا فيها متأولين، وللمجتهد المخطىء أجر، وإذا ثبت هذا في حق آحاد الناس؛ فثبوته للصحابة بالطريق الأولى».

وأقول: هذا حق، لكن تطبيقه على كل فرد من أفرادهم مشكل، لأنه يلزم تناقض القاعدة المذكورة بمثل حديث الترجمة، إذ لا يمكن القول بأن أبا غادية القاتل لعمار مأجور لأنه قتله مجتهداً، ورسول الله ﷺ يقول: «قاتل عمار في النار»! فالصواب أن يقال: إن القاعدة صحيحة إلا ما دل الدليل القاطع على خلافها، فيستثنى ذلك منها، كما هو الشأن هنا، وهذا خير من ضرب الحديث الصحيح بها. والله أعلم.

١ – بَابٌ: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

وَقَوْلُ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ﴾ [النساء : ١٦٣]

١ – حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ

باب

اس بارے میں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا کیسے ہوئی

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمان کہ "ہم نے بلاشبہ (اے محمدؐ!) آپ کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوحؑ اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا۔"

(۱) ہم کو حمیدی نے یہ حدیث بیان کی' انہوں نے کہا کہ ہم کو سفیان نے یہ حدیث بیان کی' وہ کہتے ہیں ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے یہ حدیث بیان کی' انہوں نے کہا کہ مجھے یہ حدیث محمد بن ابراہیم تیمی سے حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس حدیث کو علقمہ بن وقاص لیثی سے

وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ يَقُولُ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِىءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُه إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)).
[أطرافه في: ٥٤، ٢٥٢٩، ٣٨٩٨، ٥٠٧٠، ٦٦٨٩، ٦٩٥٣].

سنا' ان کا بیان ہے کہ میں نے مسجد نبوی میں منبر رسول ﷺ پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا' وہ فرما رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع صحیح کے افتتاح کے لیے یا تو صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کو کافی سمجھا کہ اس میں بھی اللہ کی حمد کامل طور پر موجود ہے یا آپ نے حمد کا تلفظ زبان سے ادا فرمالیا کہ اس کے لیے لکھنا ہی ضروری نہیں۔ یا پھر آپ نے جناب نبی کریم ﷺ کی سنت ہی کو ملحوظ خاطر رکھا ہو کہ تحریرات نبوی کی ابتدا صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی سے ہوا کرتی تھی جیسا کہ کتب تواریخ و سیر سے ظاہر ہے۔ حضرت الامام قدس سرہ نے پہلے "وحی" کا ذکر مناسب سمجھا اس لیے کہ قرآن و سنت کی اولین بنیاد "وحی" ہے۔ اسی پر آنحضرت ﷺ کی صداقت موقوف ہے۔ وحی کی تعریف علامہ قسطلانی شارح بخاری کے لفظوں میں یہ ہے ((والوحی الاعلام فی خفاء و فی اصطلاح الشرع اعلام اللہ تعالٰی انبیاءہ الشی امابکتاب اوبرسالۃ ملک اومنام اوالھام)) (ارشاد الساری ۴۸/۱) یعنی وحی لغت میں اس کو کہتے ہیں کہ مخفی طور پر کوئی چیز علم میں آ جائے اور شرعاً وحی یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے نبیوں رسولوں کو براہ راست کسی مخفی چیز پر آگاہ فرما دے۔ اس کی بھی مختلف صورتیں ہیں' یا تو ان پر کوئی کتاب نازل فرمائے یا کسی فرشتے کو بھیج کر اس کے ذریعہ سے خبر دے یا خواب میں آگاہ فرما دے' یا دل میں ڈال دے۔ وحی محمدی کی صداقت کے لیے حضرت امام نے آیت کریمہ ﴿ اِنَّآ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ كَمَآ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰى نُوۡحٍ (النساء: ۱۶۳) درج فرما کر بہت سے لطیف اشارات فرمائے ہیں' جن کی تفصیل طوالت کا باعث ہے۔ مختصر یہ کہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ عالیہ حضرت آدم' نوح' ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ و جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام سے مربوط ہے اور اس سلسلے کی آخری کڑی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس طرح آپ کی تصدیق جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی تصدیق ہے اور آپ کی تکذیب جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی تکذیب ہے۔ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ((ومناسبۃ الایۃ للترجمۃ واضح من جھۃ ان صفۃ الوحی الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم توافق صفۃ الوحی الی من تقدمہ من النبیین)) (فتح الباری ۹/۱) یعنی باب بدء الوحی کے انعقاد اور آیت (انا اوحینا الیک) الایۃ میں مناسبت اس طور پر واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ پر وحی کا نزول قطعی طور پر اسی طرح ہے جس طرح آپ سے قبل تمام نبیوں رسولوں پر وحی کا نزول ہوتا رہا ہے۔

ذکر وحی کے بعد حضرت الامام نے حدیث انما الاعمال بالنیات کو نقل فرمایا' اس کی بہت سی وجوہ ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ یہ ظاہر کرنا بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خزانہ وحی سے جو کچھ بھی دولت نصیب ہوئی یہ سب آپ کی اس پاک نیت کا ثمرہ ہے جو آپ کو ابتداء عمر ہی سے حاصل تھی۔ آپ کا بچپن' جوانی' الغرض قبل نبوت کا سارا عرصہ نہایت پاکیزگی کے ساتھ گذرا۔ آخر میں آپ نے دنیا سے قطعی علیحدگی اختیار فرما کر غار حرا میں خلوت اختیار فرمائی۔ آخر آپ کی پاک نیت کا ثمرہ آپ کو حاصل ہوا اور خلعت رسالت سے

صحیح البخاری حاشیہ ابوداؤدراز صاحب تیسرا پیراگراف.مہاجر ام قیس

آپ کو نوازا گیا۔ روایت حدیث کے سلسلہ عالیہ میں حضرت الامام قدس سرہ نے امام حمیدی رحمہ اللہ سے اپنی سند کا افتتاح فرمایا۔ حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ علم و فضل، حسب و نسب ہر لحاظ سے اس کے اہل تھے اس لیے کہ ان کی علمی و عملی جلالت شان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے ہیں، حسب و نسب کے لحاظ سے قریشی ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب نبی کریم ﷺ و حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے جا ملتا ہے۔ ان کی کنیت ابوبکر، نام عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ ہے، ان کے اجداد میں کوئی بزرگ حمید بن اسامہ نامی گذرے ہیں، ان کی نسبت سے یہ حمیدی مشہور ہوئے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ حمیدی سے جو کہ مکی ہیں، لا کر یہ اشارہ فرما رہے ہیں کہ وحی کی ابتدا مکہ سے ہوئی تھی۔

حدیث «انما الاعمال بالنیات» کی بابت علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں «و ھذا الحدیث احد الاحادیث التی علیھا مدار الاسلام ----- و قال الشافعی واحمد انہ یدخل فیہ ثلث العلم» (ارشاد الساری ۱/۵۶، ۵۷) یعنی یہ حدیث ان احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا دار و مدار ہے۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ جیسے اکابر امت نے صرف اس ایک حدیث کو علم دین کا تہائی یا نصف حصہ قرار دیا ہے۔ اسے حضرت عمرؓ کے علاوہ اور بھی تقریباً بیس اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت ﷺ سے نقل فرمایا ہے۔ بعض علماء نے اسے حدیث متواتر بھی قرار دیا ہے۔ اس کے راویوں میں سعد بن ابی وقاص، علی بن ابی طالب، ابو سعید خدری، عبداللہ بن مسعود، انس، عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، معاویہ بن ابی سفیان، عبادۃ بن صامت عتبہ بن عبدالسلمی، ھلال بن سوید، عقبہ بن عامر، ابوذر عقبہ بن المنذر عقبہ بن مسلم اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی نقل کیے گئے ہیں۔ (قسطلانیؒ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع صحیح کو اس حدیث سے اس لیے شروع فرمایا کہ ہر نیک کام کی تکمیل کے لیے خلوص نیت ضروری ہے۔ احادیث نبوی کا جمع کرنا، ان کا لکھنا، ان کا پڑھنا، یہ بھی ایک نیک ترین عمل ہے، پس اس فن شریف کے حاصل کرنے والوں کے لیے آداب شرعیہ میں سے یہ ضروری ہے کہ اس علم شریف کو خالص دل کے ساتھ محض رضائے الٰہی و معلومات سنن رسالت پناہی کے لیے حاصل کریں، کوئی غرض فاسد ہرگز درمیان میں نہ ہو۔ ورنہ یہ نیک عمل بھی اجر و ثواب کے لحاظ سے ان کے لیے مفید عمل نہ ہو سکے گا۔ جیسا کہ اس حدیث کے شان ورود سے ظاہر ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت ام قیس نامی کو نکاح کا پیغام دیا تھا، اس نے جواب میں خبر دی کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ آ جائیں تو شادی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ شخص اسی غرض سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچا اور اس کی شادی ہو گئی۔ دوسرے صحابہ کرام اس کو مہاجر ام قیس کہا کرتے تھے۔ اسی واقعہ سے متاثر ہو کر آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں۔ «واخرجہ المولف فی الایمان والعتق والھجرۃ والنکاح والایمان والنذور وترک الحیل و مسلم والترمذی والنسائی و ابن ماجۃ واحمدوا لدارقطنی و ابن حبان و البیھقی» یعنی امام بخاریؒ اپنی جامع صحیح میں اس حدیث کو یہاں کے علاوہ کتاب الایمان میں بھی لائے ہیں اور وہاں آپ نے یہ باب منعقد فرمایا ہے «باب ماجاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ و لکل امرء مانوی» یہاں آپ نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ وضو، زکوٰۃ، حج، روزہ جملہ اعمال خیر کا اجر اسی صورت میں حاصل ہو گا کہ خلوص نیت سے بغرض طلب ثواب ان کو کیا جائے۔ یہاں آپ نے استشہاد مزید کے لیے قرآنی آیت کریمہ «قل کل یعمل علی شاکلتہ» کو نقل کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ شاکلتہ سے نیت ہی مراد ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر بہ نیت ثواب خرچ کرتا ہے تو یقیناً اسے ثواب حاصل ہو گا۔ تیسرے امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب العتق میں لائے ہیں۔ چوتھے باب الھجرۃ میں پانچویں کتاب النکاح میں چھٹے نذور کے بیان میں۔ ساتویں کتاب الحیل میں۔ ہر جگہ اس حدیث کی نقل سے غرض یہ ہے کہ صحت اعمال و ثواب اعمال سب نیت ہی پر موقوف ہیں اور حدیث ہذا کا مفہوم بطور عموم ہر دو صورتوں کو شامل ہے۔ اس حدیث کے ذیل میں فقہاء شوافع صرف صحت

الأبواب والتراجم لصحيح البخاري

تأليف

فضيلة الشيخ العلامة المحدث
محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي رحمه الله تعالى
شيخ الحديث بجامعة مظاهر العلوم سهارنفور
1315 - 1402 هـ

اعتنى به وعلق عليه
محمد رحمة الله حافظ الندوي

الجزء الأول

دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
DKI
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971 بيروت - لبنان
Est. by Mohammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Établie par Mohamad Ali Baydoun 1971 Beyrouth - Liban

مہاجر امِ قیس والی روایت کی سند پر علماء کے حکم....

فينا رجل خطب امرأة يقال لها أم قيس فأبت أن تتزوجه حتى يهاجر فهاجر فتزوجها فكنا نسميه مهاجر أم قيس" ولم يقف ابن رجب على من خرجه فقال: ذكره كثير من المتأخرين في كتبهم ولـم نر له أصلا بإسناد صحيح هكذا قال القسطلاني[1]، لكن ذكر ابن رجب في شرح الأربعين حديث مهاجر أم قيس ثـم قـال: رواه وكيع في كتابه[2] وقد اشتهر أن قصة مهاجر ام قيس هي كانت سبب قول النبي ﷺ من كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة ينكحها وذكر ذلك كثير من المتأخرين في كتبهم ولم نر لذلك[3] أصلا يصح اهـ[4]. ومال إليه الحافظ إذ قال بعد ذكر حديث أم قيس:

---

(١) إرشاد الساري شرح صحيح البخاري للقسطلاني ١/ ٥٥.

(٢) قلت: رواها الطبراني في المعجم الكبير (٩/ ١٠٣) [٨٥٤٠] فقال: حدثنا محمد بن علي الصائغ، ثنا سعيد بن منصور به. ا. هـ. وقال الحافظ ابن حجر: ورواه الطبراني من طريق أخرى عن الأعمش بلفظ: كان فينا رجل خطب امرأة يقال لها أم قيس فأبت أن تتزوجه حتى يهاجر فهاجر فتزوجها، فكنا نسميه مهاجر أم قيس. ا. هـ. وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين. فتح الباري (١/ ١٠)، كما خرجها كذلك في الإصابة (١٣/ ٢٧٠) فقال: خرج ابن منده، وأبو نعيم، من طريق إسماعيل بن عصام بن يزيد قال: وجدت في كتاب جدي يزيد الذي يقال له: حَبر، حدثنا سفيان، عن الأعمش، عن أبي وائل، عن بن مسعود قال: كان فينا رجل خطب امرأة يقال لها: أم قيس، فأبت أن تتزوجه حتى يهاجر، فهاجر فتزوجها، فكنا نسميه مهاجر أم قيس، قال ابن مسعود: من هاجر لشيء فهو له، قال أبو نعيم تابعه عبد الملك الذماري عن سفيان انتهى. وهو يدفع إشارة أبي موسى أنه من أفراد حَبْر. ا. هـ. وهذه القصة صحيحة من جهة الإسناد. قال المزي في تهذيب الكمال (١٦/ ١٢٦) بعد أن ذكرها: هذا إسناد صحيح. ا. هـ. وقال الذهبي في سير أعلام النبلاء (١٠/ ٥٩٠) عند ترجمة سعيد بن منصور بعد إيرادها: إسناده صحيح. ا. هـ. وقال الهيثمي في مجمع الزوائد (٢/ ١٠١): رواه الطبراني في الكبير ورجاله رجال الصحيح. ا. هـ. وقال العراقي في تخريج أحاديث الإحياء المغني عن حمل الأسفار (٢/ ١١٦٨): حديث أبن مسعود (من هاجر يبتغي شيئاً فهو له هاجر رجل فتزوج امرأة منا وكان يسمى مهاجر أم قيس) (٤/ ٣٥٢) رواه الطبراني بإسناد جيد. وقال الشيخ إبراهيم الحسيني في البيان والتعريف (١/ ٥): ونقل الحافظ السيوطي أن قصة مهاجر أم قيس رواها سعيد بن منصور في سننه بسند على شرط الشيخين عن أبي مسعود قال من هاجر يبتغي شيئا فإنما له ذلك وقال ابن مسعود فكنا نسميه مهاجر أم قيس.

(٣) ورد في شرح القسطلاني [ولم نر له أصلا بإسناد يصح].

(٤) إرشاد الساري شرح صحيح البخاري للقسطلاني ١/ ٥٥ وانظر كذلك: جامع العلوم =

فسلك بين الشجرتين اللتين في المروة مصعداً ومن حديثه أيضاً عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن لقطة الحاج وقال محمد بن سعد يقال لعبد الرحمن ابن عثمان هذا: شارب الذهب .

عبد الرحمن بن عديس

البلوي مصري شهد الحديبية. ذكر أسد ابن موسى عن ابن لهيعة عن يزيد بن أبي حبيب قال: كان عبد الرحمن بن عديس البلوي ممن بايع تحت الشجرة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبو عمر هو كان الأمير على الجيش القادمين من مصر إلى المدينة الذين حصروا عثمان وقتلوه .

قالوا: توفي عبد الرحمن بن عديس بالشام سنة ست وثلاثين. روى عنه جماعة من التابعين بمصر منهم أبو الحصين الحجري واسمه الهيثم بن شفي. وروى عنه أبو ثور الفهمي.

عبد الرحمن بن عرابة

الجهني روى عن النبي صلى الله عليه وسلم في الشفعة. روى عنه معاذ بن عبد الله بن حبيب .

عبد الرحمن بن عسيلة

الصنابحي. قبيلة من اليمن نسب إليها أبو عبد الله كان مسلماً على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقصده فلما انتهى إلى الجحفة لحقه الخبر بموته صلى الله عليه وسلم وهو معدود في كبار التابعين .

روى عن أبي بكر وعمر وبلال وعبادة بن الصامت وكان فاضلاً وكان عبادة كثير الثناء عليه.

حدثنا خلف بن قاسم قال: حدثنا أبو الميمون حدثنا أبو زرعة حدثنا دحيم حدثنا أبو مسهر قال: كتب إلي ابن لهيعة عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخير قال: قلت للصنابحي هاجرت؟ قال: خرجت من اليمن فقدمنا الجحفة ضحى فمر بنا راكب فقلنا ما وراءك؟ قال: قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ خمس. قال أبو الخير: فقلت له: لم يفتك رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا بخمس. هكذا ذكر أبو مسهر عن ابن لهيعة وقال العقبي عن ابن لهيعة عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخير عن الصنابحي إنه قيل له: متى هاجرت؟ قال: منذ توفي النبي صلى الله عليه وسلم فلقيني رجل بالجحفة فقلت: ما الخبر يا عبد الله؟ قال: أي والله خبر طويل أو قال: خبر جليل دفن رسول الله صلى الله عليه وسلم أول من أمس.

روى عنه عطاء بن يسار وأبو الخير مرثد بن عبد الله اليزني.

عبد الرحمن بن أبي عقيل

بن مسعود الثقفي اختلف في نسبه وأجمعوا أنه من ولد قيس بن منبه بن بكر هوازن وقيس هو ثقيف ولعبد الرحمن هذا صحبة ورواية روى عنه عبد الرحمن بن علقمة الثقفي وقد ذكر قوم عبد الرحمن بن علقمة هذا في الصحابة ولا تصح له صحبة. والله أعلم وصحبة عبد الرحمن بن أبي عقيل صحيحة وقد روى عنه أيضاً هشام بن المغيرة الثقفي .

عبد الرحمن بن علقمة

الثقفي روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أن وفد ثقيف قدموا عليه. وفي سماعه عنه نظر وهو الذي ذكرناه في باب عبد الرحمن ابن أبي عقيل .

عبد الرحمن بن علي

الحنفي روى عن النبي صلى الله عليه وسلم مثل حديث أبي مسعود فيمن لا يقيم صلبه في ركوعه وسجوده .

سلیس، بامحاورہ، جدید ترجمہ اور حواشی کے ساتھ

آٹھ ہزار صحابہ کرامؓ کا بے مثال انسائیکلوپیڈیا

اُسد الغابۃ

في

معرفۃ الصحابۃ

حصہ پنجم

مصنف

عز الدین ابن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ

تسہیل، ترتیب و ترجمہ جدید

مولانا مفتی نور الاسلام حقانی
فاضل دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

مولانا محمد امجد
فاضل وفاق المدارس
فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حافظ قاری اعجاز احمد اعجاز
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مقدمہ

طالب الہاشمی

المیزان ناشران و تاجران کتب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

عبد الرحمٰن بن عدیس

نے عبدالرحمٰن کو بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۳۱۔ حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عثمان بن مظعون

حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عثمان بن مظعون جمحی ہیں۔ان کا نسب انشاءاللہ تعالیٰ ان کے والد کے تذکرہ میں بیان کیا جائے گا۔ اوران کے بھائی سائب بن عثمان کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ تھیں ان عبدالرحمٰن کا کسی نے ذکر کیا ہے اور میں نے ان کو ذکر کیا ہے کیونکہ ان کے والد نے مدینہ میں ۲ ہجری میں وفات پائی تھی اور ان کی والدہ مدینہ میں تھیں پس بلاشک یہ عبدالرحمٰن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں موجود تھے اور کئی برس کا سن تھا۔واللہ اعلم

۳۔ حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عدی

حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عدی یہ غزوۂ احد میں شریک تھے ہم نے ان کا نسب ان کے بھائی ثابت بن عدی کے بیان میں ذکر کیا ابی عبید کے دن شہید ہوئے۔ان کا تذکرہ ابوموسیٰ نے مختصر لکھا ہے۔

۳۳۔ حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عدیس

حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عدیس بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ھمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی۔اسی طرح ابن اورابونعیم نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ یہ بلوی یعنی خاندان بلی سے ہیں اور صحابی تھے بیعت رضوان میں شریک تھے انہوں اس دن بیعت کی تھی جو لشکر مصر سے حضرت عثمان ؓ کے محاصرہ کو آیا تھا اور جس نے ان کو شہید کیا تھا یہ اس کے سردار تھے حضرت کے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے منجملہ ان کے ابوالحصین ہثیم بن شفی اور عبدالرحمٰن بن شمامہ وابوثور فہمی ابی لہیعہ نے عیاش بن عباس سے انہوں نے ابوالحصین حجری سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عدیس سے روایت کی ہے کہ وہ تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے کچھ لوگ (جہاد کے لئے) نکلیں گے اور وہ کوہ میں قتل کئے جائیں گے۔

چنانچہ جب فساد پیدا ہوا تو ابن عدیس بھی ان لوگوں میں تھے جن کو حضرت معاویہ نے گرفتار کیا تھا اور شہر فلسطین میں قید کر دیا یہ سب لوگ قید خانہ سے بھاگ گئے پھر ان لوگوں کا تعاقب کیا اور گرفتار کر لیا انہیں میں سے ایک سوار نے ابن عدیس کو گرفتار کر لیا ابن عدیس نے اس سے کہا خراب ہو تو میرا خون کرنے میں اللہ سے ڈر میں اصحاب شجرہ میں سے ہوں اس سوار نے دیا کہ کوہ خلیل میں بہت سے شجر ہیں اصحاب شجرہ سے ہونا یہاں کوئی فضیلت نہیں ہے اور ان کو وہیں ۳۶ ہجری میں قتل کر دیا ان کا تذکرہ تینوں نے لکھا ہے۔

۳۳۔ حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عرابہ جہنی

حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عرابہ جہنی ہیں۔بعض لوگ ان کا نام عبداللہ کہتے ہیں مگر صحیح رفاعہ بن عرابہ ہے اس کو ابونعیم نے بیان کیا اوران کا حال رفاعہ اور عبداللہ کے نام میں پہلے بیان ہو چکا ہے معاذ بن عبداللہ بن خضیب عبدالرحمٰن بن عرابہ جہنی سے روایت

الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۳

تالیف
حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

عبد الرحمٰن بن عدیس

۵۱۶۴ عبدالرحمٰن بن عدیؓ ۞

ابن مالک بن حرام بن خدیج بن معاویہ بن مالک بن عوف....اوسی۔ احد میں شریک ہوئے، ان کے بھائی ثابت کا ذکر ہو چکا ہے۔ عبدالرحمٰن ''یوم الجسر'' میں شہید ہوئے۔ (ابن کلبی وغیرہ)

۵۱۶۵ عبدالرحمٰن بن عُدَیس ۞

ابن عمرو بن کلاب بن دھمان، ابومحمد البلوی۔ بقول ابن سعد: صحابیٔ رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ سے سماع کیا ہے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے اور ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ابن البرقی اور بغوی وغیرہ کا قول ہے: بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ ابن ابی حاتم ۞ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: صحابی ہیں، یہی قول عبدالغنی بن سعید، ابوعلی بن السکن اور ابن حبان ۞ کا ہے۔ ابن یونسؒ لکھتے ہیں: بیعت رضوان اور فتح مصر میں شریک ہوئے، وہیں انہیں خطۂ ارضی ملا۔ شہسوار تھے۔ پھر فتنے کے دور میں جو لشکر مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف آیا اس کے سردار تھے۔

- ان سے عبدالرحمٰن بن شماسہ، ابوحصین حجری اور ابوثور نہمی روایت کرتے ہیں۔ حرملہ حدیث ابن وہب میں بحوالہ عبدالرحمٰن بن عدیس نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر پار ہو جاتا ہے، وہ لوگ جبل لبنان اور خلیل پر قتل کیے جائیں گے''۔

ابن لہیعہ نے عن یزید بن ابی حبیب سے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے، اسے یعقوب بن سفیان اور بغوی نے بروایت النضر بن عبدالجبار عن ابن لهیعة نقل کیا ہے، اور مبہم شخص کا نام الربیع الحمیری لیا ہے۔ عن رجل نہیں کہا۔ بغوی اور ابن مندہ نے بروایت نعیم بن حماد عن ابن وہب نقل کی اور واسطے کو ساقط کر دیا۔ اور یونس نے ایک اور طریق سے عن ابن وہب اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔ اسی طرح بغوی نے بروایت عثمان بن صالح عن ابی لہیعہ آخر میں ان الفاظ کے اضافے سے نقل کیا ہے: جب باغیوں کا فتنہ برپا ہوا تو ابن عدیس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں امیر معاویہ نے مہلت دی اور فلسطین کی جیل میں قید کر دیا تو یہ لوگ جیل سے بھاگ گئے، ایک سوار نے ابن عدیس کو جا پایا اور انہیں قتل کرنے لگا۔ وہ کہنے لگے: میرے خون کے بارے اللہ سے ڈر میں (بیعت رضوان کے شرکاء) اصحابِ شجرہ میں سے ہوں۔ اس نے کہا: شجر یہاں بہت ہیں، اور پھر انہیں قتل کر دیا۔ ابن یونس کا قول ہے: عبدالرحمٰن بن عُدَیس ۳۶ھ میں قتل ہوئے۔ ۞

۵۱۶۶ عبدارحمٰن بن عرابہ الجهنی ۞

عبداللہ بن عرابہ میں ذکر ہوا ہے۔

۞ اسد الغابہ (۳۳۵۱) تجرید (۳۵۲/۱) ۞ اسد الغابہ (۳۳۵۲) استیعاب (۱٤٤٥) تجرید (۳۵۲/۱)

۞ الجرح والتعدیل (۲٤۸/٥) ۞ الثقات (۲٥٥/۳) ۞ مجمع الزوائد (۲٤۲/٦) جامع المسانید (۳٥۸/۸) اسد الغابہ (۱۳٦/۳)

۞ اسد الغابہ (۳۳٥۳) استیعاب (۱٤٤٦) تجرید (۳٥۲/۱)

امیرِ معاویہ گستاخِ صحابہ....... اھلسنت والجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابی کبھی رسول اللہ(ص) سے جھوٹ منسوب نہیں کرتا..اسی لیئے سند کو تابعی تک پرکھا جاتا ہے..

عبداللہ بن عمر بن عاص کو جھوٹا اور جاھل کہا....... امیرِ معاویہ کو ایک حدیث پہنچی جو عبد اللہ بن عمر بن عاص نے نقل فرمائی تھی.تو امیرِ معاویہ کو سنکر غصہ آیا اور کسی نجی محفل میں نہیں بلکہ سب کے سامنے عبد اللہ بن عمر بن عاص کو جھوٹا اور جاھل کہا.کہ ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو نہ قرآن میں ہیں نہ نبی(ص) سے مروی ہیں.((بخاری)).. جبکہ یہی حدیث عبد اللہ بن عمر رض اور ابوھریرہ رض سے بھی مروی ہے اور بخاری کتاب الفتن میں موجود ہے.یعنی اگر امیرِ معاویہ کے سامنے ان دو اصحاب کے نام بھی لیئے جاتے تو وہ انھیں جھوٹا اور جاھل قرار دیتے..آخر اتنی جلدی کیا تھی کہ ایک صحابی پر نبی(ص) کیطرف جھوٹ منسوب کرنے کی تہمت لگا دی..نہ تحقیق کی نہ ہی تاویل..اور متفق علیہ حدیث ہے کہ جس نے نبی(ص) کیطرف جھوٹ منسوب کیا اسکا ٹھکانا جہنم ہے((بخاری))...کیا امیرِ معاویہ کی یہ صحابی سے بدگمانی نہیں ہے. کیا صحابی پر تہمت نہیں ہے.کیا اجماع اھلسنت والجماعت کے نظریہ کے خلاف اقدام نہیں ہے.پھر آج کے مسلمان پر اگر صحابی کی گستاخی کا فتویٰ شریعت کے مطابق ہے تو اس شریعت نے امیرِ معاویہ کو مستثنیٰ کب کیا... یہ فتویٰ ان پر کیوں نہیں ہے.........کہیں عبد اللہ بن عمر بن عاص کو جھوٹا و جاھل

کہنے کی ایک وجہ وہ حدیث تو نہیں جو ان سے مروی ہے.اور نبی(ص) کی پیشن گوئی ہے.کہ معاویہ کی موت میری ملت پر نہیں ہو گی....

انساب الاشراف.......یہ حدیث کتاب انساب الاشراف میں مروی ہے جو کہ احمد بن یحیٰ البلازری کی لکھی ہوئی ہے...اور احمد بن یحیٰ ثقہ ہیں.انکی روایت کو امام حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے اور صحیح علی شرطِ شیخین کہا ہے اور امام ذھبی نے بھی تلخیص میں جرح نہیں کی ہے...اور کتاب دیوانِ اسلام و عصر الخلافۃ الراشدہ میں علامہ بلازری کی اس کتاب کی نسبتِ صحیح کا زکر موجود ہے.....پھر اس کتاب کی روایت کو امام ابنِ حجر عسقلانی نے الاصابہ میں لکھ کر اسکی توثیق کی ہے..کتاب سبل الھدیٰ والرشاد میں اس کتاب کی روایات کو نقل کر کے انکی سند کو صحیح و جید کہا گیا ہے..صحیح و ضعیف تاریخِ طبری کے مؤلف طاہر برزنجی نے اسی کتاب کی روایت لکھکر اسے صحیح تسلیم کیا ہے...طبقات بن سعد کے محقق نے اس کتاب کا حوالہ دیا ہے حتیٰ غلام مصطفیٰ ظہیر صاحب نے اپنے رسالہ سیدنا معاویہ میں انساب الاشراف کی روایت لکھکر اس کے دو راویان پر جرح کی ہے لیکن کتاب و مصنف و نسبت پر جرح نہیں کی ہے......

راویان......روایت میں 6 راویان ہیں...اسحاق بن ابی اسرائیل جو صدوق ہیں ..اور عبد الرزاق الصنعانی جو ثقہ ہیں..ان دونوں کے حالات تقریب التہذیب ابنِ حجر و میزان الاعتدال امام ذھبی سے نقل کیئے گئے ہیں...عبد

الرزاق نے اگر یہ حدیث اپنی کتاب میں نقل نہیں کی تو فرق نہیں پڑتا.جیسے دیگر اماموں نے ہر وہ حدیث جو انکے علم میں تھی اپنی کتاب میں درج نہیں کی...مثلاً امام بخاری کی صحیح میں وہ حدیثیں نہیں ہیں جو الادب المفرد میں ہیں جبکہ اسکے علاوہ بھی احادیث کا زخیرہ انکے پاس موجود تھا.اسکی تفصیل بخاری شریف کی شرح کے مقدمہ میں پڑی جا سکتی ہے. .اور جب اسحاق بن ابی اسرائیل کا سماع عبد الرزاق صنعانی سے ثابت ہے اور اسحاق ہیں بھی صدوق راوی تو پھر کسی خود ساختہ احتمال کی بنا پر روایت کو نہیں جھٹلایا جا سکتا...... جبتک کہ اسحاق بن ابی اسرائیل و بلازری پر جھوٹ کی جرح ثابت نہ ہو جائے.........اسکے علاوہ تین راوی ہیں...انکی سند بخاری سے پیش کر دی گئی ہے...معمر عن ابنِ طاؤس عن ابی...اور اس سند پر کسی نے مناقشہ نہیں کیا ہے...عبد اللّٰہ بن عمر بن عاص صحابی ہیں اور وہی اس کے راوی ہیں...

تو شاھد امیرِ معاویہ نے اسی لیئے عبد اللّٰہ بن عمر بن عاص کو جھوٹا قرار دیا تا کہ انکی وہ نقل کردہ حدیث بھی جھوٹ ثابت ہو جائے.... ورنہ اتنی جلدی کسی کو جھوٹا کہنا عقل میں نہیں آتا........یا پھر اس بات پر انکے بارے میں سخت الفاظ کہے کہ عبد اللّٰہ بن عمر بن عاص کو جنگِ صفین میں.شرکت کیلیئے ان کے والد نے مجبور کیا تھا.لیکن پھر بھی انھوں نے صفین میں کسی کو قتل نہیں کیا.اور ہمیشہ امیرِ معاویہ کیطرف سے جنگ میں شرکت پر نادم رہتے.اور استغفار کرتے رہتے.جس سے امیرِ معاویہ کے مؤقف کی تردید ہوتی ہے.شاھد اسکا انتقام بھی انھی الفاظ سے لیا گیا ہے...

٦٦٠٦۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۶۶۰۶۔حضرت محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ معاویہ کو خبر پہنچی

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِيْ وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ. تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

اور حالانکہ وہ اس کے پاس تھی قریش کی ایلچیوں میں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا ہے کہ عنقریب ایک بادشاہ ہوگا قحطان کے قبیلے سے تو معاویہ غضبناک ہوا سو کھڑا ہو خطبہ پڑھنے کو سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے بعض مرد ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہیں کتاب اللہ میں اور نہ مروی ہیں حضرت ﷺ سے یہ لوگ تم میں بڑے جاہل ہیں سو بچو جھوٹی آرزوؤں سے جو آرزو کرنے والوں کو گمراہ کرتی ہے سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ یہ امر یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے جو ان سے دشمنی کرے گا اللہ ان کو منہ کے بل دھکیل دے گا۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے کتاب الفتن میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا وارد کیا ہے اس کو اس باب میں کہ زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی اور اس میں اشارہ یہ ہے کہ قحطانی بادشاہ اخیر زمانے میں ہوگا جب کہ ہر مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور لوگ مرتد ہو کر بت پرستی کریں گے اور یہی لوگ مراد ہیں شرار الناس سے جس پر قیامت قائم ہو گی سو معاویہ کا انکار کرنا اس حدیث سے بالکل بے معنی ہے اور حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی شاہد ہے اور کہا ابن بطال نے کہ شاید معاویہ نے اس کو ظاہر پر حمل کیا اس واسطے اس سے انکار کیا اور کہا ابن تین نے کہ جس چیز کا معاویہ نے انکار کیا اس کو معاویہ کی حدیث قوی کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے سو بعض وقت ان میں وہ شخص ہوگا جو دین کو قائم نہ رکھے گا پس غالب ہوگا قحطانی اوپر ان کے اور یہ کلام مستقیم ہے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی کتاب میں یعنی قرآن میں اور وہ درحقیقت اسی طرح ہے اس واسطے کہ قرآن میں نہیں ہے نص اس پر کہ شخص معین اس امت محمدی ﷺ میں بادشاہ ہوگا اور یہ جو کہا یہ لوگ تم میں بڑے

جاہل ہیں یعنی جو لوگ بیان کرتے ہیں غیب کی باتیں نہ ان کی سند کتاب اللہ میں ہے نہ حدیث میں اور یہ جو کہا بچو آرزوؤں سے تو مناسبت ذکر اس کے کی تحذیر ہے یعنی ڈرانا ہے اس شخص کو جو سنے قحطانیوں سے تمسک کرنے سے ساتھ حدیث مذکور کے جو اپنے جی میں بیٹھے کہ میں ہی ہوں وہ قحطانی پس طمع کرے بادشاہی کا بسند حدیث مذکور کے پس گمراہ ہو وہ واسطے مخالفت کرنے اس کے حکم شرعی کی کہ امام قریش میں سے ہوں گے اور یہ جو کہا نہ دشمنی کرے گا ان سے کوئی

كتاب جمل

من

أنساب الأشراف

صنفه

الإمام أحمد بن يحيى بن جابر

البلاذري

المتوفى ٢٧٩هـ/٨٩٢م

الجزء الخامس

نسب بني عبد شمس بن عبد مناف

حققه وقدم له

الأستاذ الدكتور سهيل زكار — الدكتور رياض زركلي

بإشراف

مكتب البحوث والدراسات

في

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

المدائني عن أبي أيّوب عن هشام بن حسّان عن ابن سِيرين أنّ النبي ﷺ بعث إلى معاوية ليكتب له شيئاً فقال الرسول : هو يأكل ثمّ أعاده فقال : هو يأكل ، فقال : «لا أشبع الله بطنه» .

حدثني مُظَفَّر بن مُرجَّى حدثني هِشام بن عمّار حدثنا عبد العزيز بن السائب عن أبيه عن ابن عمر قال : كنت جالساً عند النبيّ ﷺ فقال : «الآن يطلع علينا من هذا الفَجّ رجلٌ من أهل الجنّة ، فطلع معاوية ، فقلت : هو هذا ؟ قال : نعم هو هذا» . وهذا السند ضعيف

وحدثني إسحاق وبكر بن الهَيْثَم قالا حدثنا عبد الرَزّاق بن همّام أنبأنا مَعْمَر عن ابن طاوس عن أبيه عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال : كنت عند النبيّ ﷺ فقال : «يطلع عليكم من هذا الفَجّ رجلٌ يموت على غير مِلّتي ، قال : وكنت تركتُ أبي قد وُضِعَ له وَضُوء ، فكنت كحابس البَوْل مخافةَ أن يجيء ، قال : فطلع معاوية فقال النبيّ ﷺ : هو هذا»[1] .

وحدثني عبدالله بن صالح حدثني يحيى بن آدَم عن شريك عن لَيْث عن طاووس عن عبدالله بن عمرو قال: كنت جالساً عند النبيّ ﷺ فقال: «يطلع عليكم من هذا الفَجّ رجلٌ يموت يومَ يموت على غير مِلتّي ، قال : وكنت تركت أبي يلبس ثيابه فخشيت أن يطلع ، فطلع معاوية» .

وحدثني مُظَفَّر بن مُرَجَّى حدثنا شَبّابة بن سَوّار حدثنا يوسف بن زياد التميمي عن محمّد بن شُعَيب عن عُقْبة بن رُوَيْم اللخمي قال : دعا رسول

احمد بن یحیٰ بلازری....حدیث 1790..مستدرک الحاکم مع حکم ذہبی.

النبي صلى الله عليه وعلى اله وسلم قال: «لبيك بحجة وعمرة معًا».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

١٧٨٩- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا محمد بن أيوب أنبأ مسدد ثنا يحيى بن سعيد ثنا إسماعيل بن أبي خالد عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه رضي الله عنه قال: إنما جمع رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم بين الحج والعمرة لأنه علم أنه ليس بحاج بعدها.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

١٧٩٠- أخبرنا أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا أحمد بن يحيى ثنا محمد بن الصباح ثنا إسماعيل بن زكريا عن عثمان بن الأسود قال: جاء رجل إلى ابن عباس فقال: من أين جئت؟ فقال: شربت من زمزم، فقال له ابن عباس: أشربت منها كما ينبغي؟ قال: وكيف ذاك يا أبا عباس؟ قال: إذا شربت منها فاستقبل القبلة واذكر اسم الله وتنفس ثلاثًا وتضلع منها، فإذا فرغت منها فاحمد الله فإن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم قال: «آية بيننا وبين المنافقين أنهم لا يتضلعون من زمزم».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه إن كان عثمان بن الأسود سمع من ابن عباس(●).

١٧٩١- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا أبو عبد الله محمد بن هشام المروزي ثنا محمد بن حبيب الجارودي ثنا سفيان بن عيينة عن ابن أبي نجيح عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «ماء زمزم لما شرب له، فإن شربته تستشفي به شفاك الله، وإن شربته مستعيذًا أعاذك الله، وإن شربته ليقطع ظمأك قطعه». قال: وكان ابن عباس إذا شرب ماء زمزم قال: اللهم أسألك علمًا نافعًا ورزقًا واسعًا وشفاء من كل داء.

هذا حديث صحيح الإسناد إن سلم[1] من الجارودي ولم يخرجاه.

(●) (قلت) لا والله ما لحقه توفي عام خمسين ومائة وأكبر مشيخته سعيد بن جبير. (الذهبي).

(١) قلت: ما سلم، فقد قال الحافظ في «لسان الميزان» - بعد ذكره الحديث -: فهذا خطأ أخطأ الجارودي وصله، وإنما رواه ابن عيينة موقوفًا على مجاهد، كذلك حدث به عنه أكبر حفاظ أصحابه، كالحميدي وابن أبي عمر وسعيد بن منصور وغيرهم.

ديوان الإسلام

تأليف

الشيخ الإمام الرحلة المحدث المسند الأثري
شمس الدين أبي المعالي محمد بن
عبد الرحمن ابن الغزي
المتوفى سنة ١١٦٧ هـ

وبحاشيته أسماء كتب الأعلام

تحقيق
سيد كسروي حسن

فهارس جميع تراجم هذا الكتاب ملحقة بالجزء الرابع

الجزء الأول

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

تـوفي (سنـة ٢٨٣).

٣٩٤ ـ البلاذري: أحمـد بن يحيى بن جابر. الأديـب الكاتب الشـاعر أبـو بكر

= من كتبه:

١ ـ التحفة المرسلة في وحدة الوجود. فرغ منها (سنة ٩٩٩).

٢ ـ شرح التحفة المرسلة. واعتذر في شرحها عن بعض شطحات الصوفية.

صوفي من القائلين بالوحدة الوجودية ولد وتوفي ببلده في برهانبور بالهند.

(معجم المؤلفين)

٣٩٣ ـ هو: الوليد بن عُبيد بن يحيى بن عُبيد أبو عُبَادة الطائي / البحتري / المنبجي / الشاعر.

ولد سنة: ٢٠٥

توفي سنة: ٢٨٣، وقيل: ٢٨٤.

انظر ترجمته في: سير أعلام النبلاء (٤٨٦/١٣)، الأغاني (٣٩/٢١)، تاريخ بغداد (٤٤٦/١٣)، المنتظم (١١/٦)، معجم الأدباء (٢٤٨/٩)، وفيات الأعيان (٢١/٦) البداية والنهاية (٧٦/١١)، هدية العارفين (٥٠٠/٢)، النجوم الزاهرة (٩٩/٣)، شذرات الذهب (١٨٦/٢)، الأعلام (١٢١/٨)، مفتاح السعادة (١٩٣/١).

(*) ـ جاء في الأصل (أبو عبادة) والتصويب من سير النبلاء وغيره. في سير أعلام النبلاء: قيل: سئل أبو العلاء المعري: من أشعر الثلاثة: أبو تمام والبحتري والمتنبي؟ فقال: حكيمان والشاعر: البُحتري.

من كتبه:

١ ـ الحماسة الطائية. (على مثال حماسة أبي تمام) وهو: (ديوان شعر مشهور).

٢ ـ معاني الشعر.

٣٩٤ ـ هو: أحمد بن يحيى بن جابر بن داود أبو بكر، أبو الحسن / البلاذري الكبير / البغدادي / الشاعر.

توفي سنة: ٢٧٩.

انظر ترجمته في: معجم المؤلفين (٢٠١/٢)، سير أعلام النبلاء (١٦٢/١٣)، لسان الميزان (٣٢٢/١)، تهذيب ابن عساكر (١٠٩/٢)، الوافي بالوفيات (٢٣٩/٨)، تهذيب تاريخ دمشق (١١٢/٢)، إرشاد الأريب (٨٩/٥)، هدية العارفين (٥١/١).

البغدادي. لـه مؤلفات منها: كتاب البلدان.

تـوفي بعد (سنة ٢٧٩)(*).

٣٩٥ ـ وأحمـد بن محمـد بن إبـراهيم. الإمـام الحـافظ البـارع أبـو محـمـد الطرسوسي الـواعظ. لـه مؤلفات حـديثية منهـا: الصحيح.

استشهـد (سنة ٣٣٩).

٣٩٦ ـ البيضـاوي: عبد الله بن عمر بن محمد. الإمـام العـالـم العلامـة المحقق شيخ الإسـلام نـاصر الـدين أبـو الخيـر الشيرازي الشـافعي. قـاضي شيراز

(*) ـ جاء في الأصل (٣٧٠) وهو تحريف فاحش والتصويب من مصادر الترجمة.

من كتبه:

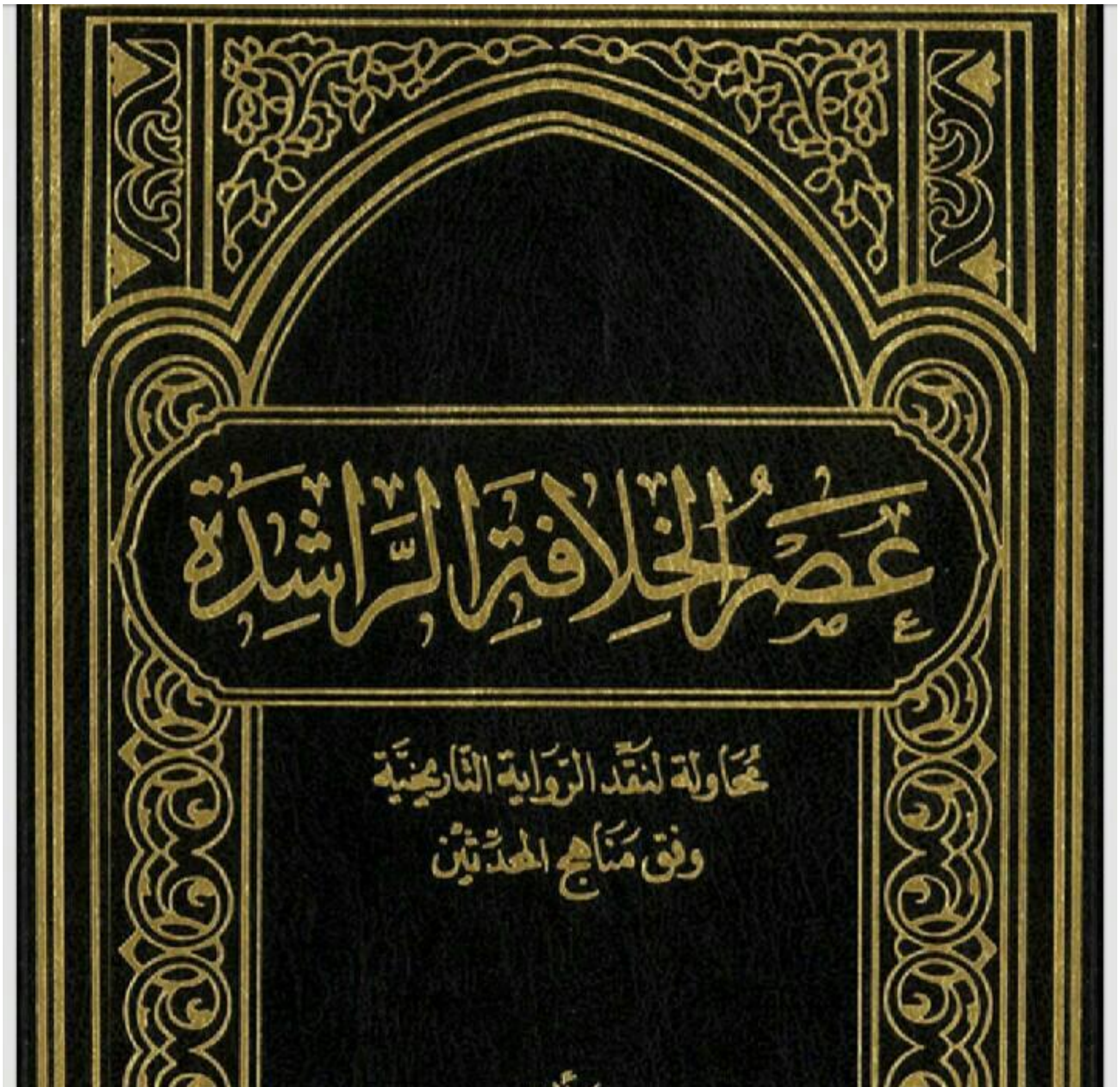
١ ـ الاستقصاء في الأنساب والأخبار. (لم يكمل).

٢ ـ أنساب الأشراف. (مجلدين) مطبوع.

٤ ـ كتاب البلدان الكبير. (لم يكمل).

٥ ـ كتاب عهد أردشير.

٦ ـ كتاب فتوح البلدان


عصر الخلافة الراشدة
محاولة لنقد الرواية التاريخية
وفق مناهج المحدثين
تأليف
الدكتور أكرم ضياء العمري
العبيكان
Obeikan

البلاذري:

أحمد بن يحيى بن جابر (ت٢٧٩هـ - ٨٩٢م)، نشأ في بغداد من عائلة مارس بعض رجالها صنعة الكتابة، وورث البلاذري عنهم هذه الصناعة، ورحل في الأمصار الإسلامية لطلب العلم، وصار أحد النقلة عن اللسان الفارسي، وقد ترجم كتاب (عهد أردشير، ونظمه شعراً)[١].

ويعد البلاذري أبرز المؤرخين المسلمين بعد الطبري، من حيث سعة المعلومات التي دونها، والأحقاب التأريخية التي غطاها، لكن كتابه (أنساب الأشراف) أحسن انتقاء للروايات، وأنقى أسانيد، وأكثر اتفاقاً مع روايات أهل الثقة والصدق من تأريخ الطبري.

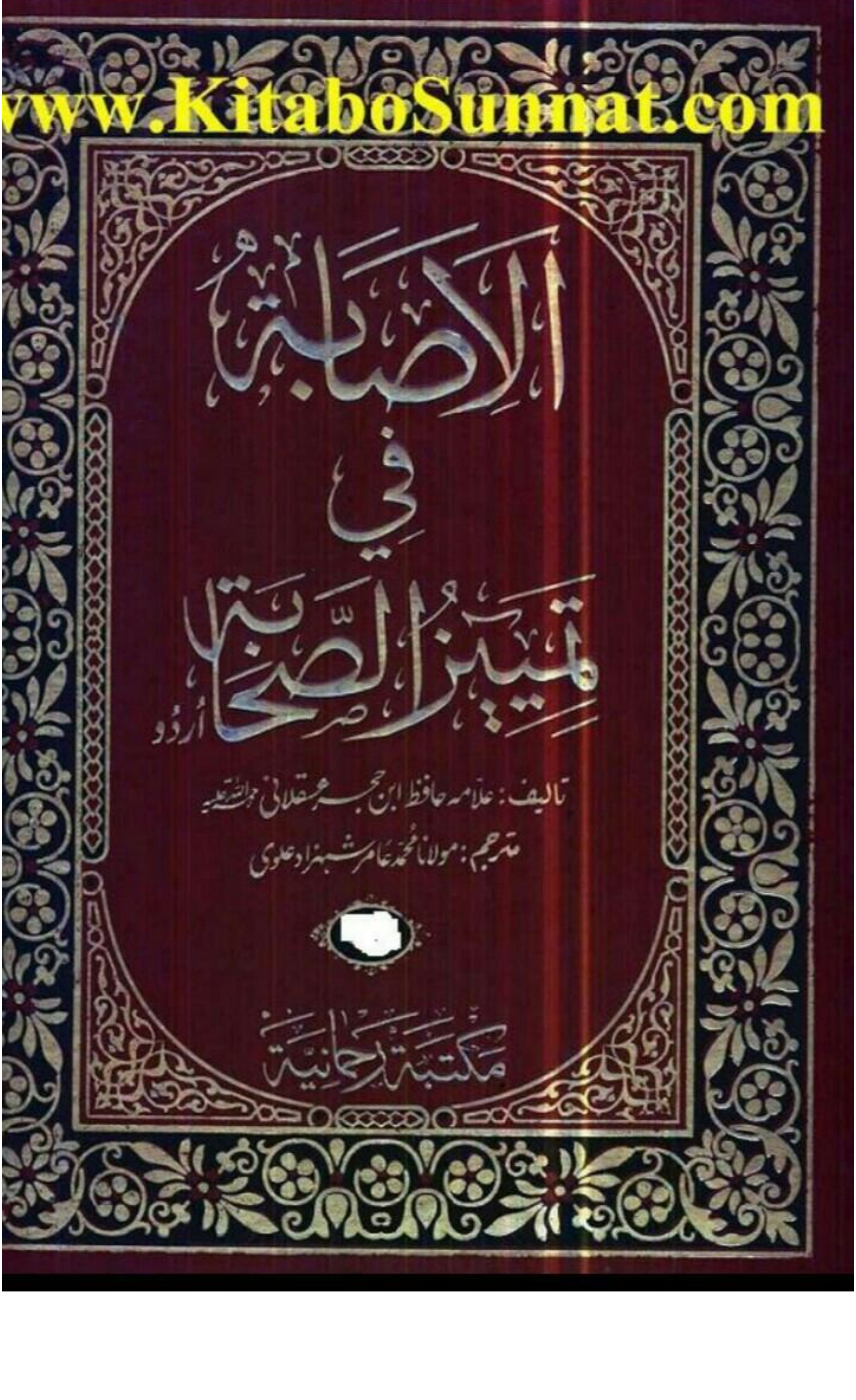
وأنساب الأشراف يتناول التأريخ الإسلامي في إطار الأنساب «ابتداء بالأسر والعشائر والقبائل القرشية، وانتهاء بغيرها من القبائل العربية»[٢].

وباستقراء مشايخ البلاذري نجد أغلبهم توفي قبل وفاة البلاذري بأكثر من عشرين عاماً تقريباً، مما يدل على أنه صنف كتابه قديماً قبل مرضه، وبمقارنة رواياته بروايات غيره كابن سعد وخليفة نجدها متفقة مع الروايات الحسنة والصحيحة التي أوردتها كتب السنة والتأريخ، لذلك فإذا حدث في رواياته ضعف أو شذوذ، فهو من قبل الرواة الذين نقل عنهم، لا منه هو[٣].

وقد استقى رواياته في أحداث الفتن من ثقات المحدِّثين من شيوخ البخاري ومسلم في الصحيحين، مثل عفان بن مسلم، وأحمد بن إبراهيم الدورقي، وعلي

---

(١) شاكر مصطفى: التأريخ العربي والمؤرخون ١: ٢٤٣، ومحمد صامل السلمي: منهج كتابة التأريخ الإسلامي ص٣٨٨ - ٣٨٩.
(٢) إحسان صدقي العمد: مقدمته للقسم الخاص بأبي بكر الصديق وعمر بن الخطاب من أنساب الأشراف للبلاذري ص١٠. الكويت.
(٣) عبدالحميد علي ناصر محمد: خلافة علي بن أبي طالب ص ١٣.



www.KitaboSunnat.com
الاصابة
في
تمييز الصحابة
اردو
تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی
مکتبہ رحمانیہ

بذیل حفص بن ابی العاص...

میں کہتا ہوں: یہ قصہ صحیح بخاری میں حطان کے نام کے بغیر ہے۔ جبکہ دوسرے قصہ میں ہے کہ جس نے اس پر کنٹوپ ڈالا تھا وہ ہاشم بن عتبہ تھے اور دیگر ایک واقعہ کے مطابق وہ عبداللہ بن عوف تھے۔ واللہ اعلم

حاء کے بعد فاء

۱۶۶۴ حِفشیش

جیم میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۶۶۵ (ز) حفص بن حلیمہ سعدیہ (جنہوں نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا)

نبی ﷺ کے رضاعی بھائی۔ مجھے ان کی بحوالہ ان کی والدہ ایک روایت بطریق محمد بن عثمان لخمی، محمد بن اسحاق سے، جہم بن ابی جہم سے عبداللہ بن جعفر سے حفص بن حلیمہ سے وہ اپنی والدہ سے وہ آمنہ بنت وہب مادر بزرگوار نبی ﷺ سے آپ ﷺ کی ولادت کے قصہ میں ملی ہے۔

۱۶۶۶ حفص بن سائب

ابن شاہین محمد بن جعفر بلخی کے طریق سے بحوالہ ہارون بن حفص بن سائب وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ ''نبی ﷺ نے میرا نام حفص رکھا''۔ ❶

۱۶۶۷ حفص بن ابی العاص

بن بشر بن عبد بن دُہمان بن عبداللہ بن اُبان ثقفی، مشہور صحابی عثمان بن ابی العاص کے بھائی۔ ابن سعد نے چھوٹے طبقہ میں بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کبریٰ میں لکھتے ہیں: ہم نے انہیں ان کے بھائی عثمان اور حکم کے ساتھ لکھا تو ہے لیکن ہمیں ان کے صحابی ہونے کے بارے میں علم نہیں۔ جبکہ خلیفہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بارہا یہ گزر چکا ہے کہ حجۃ الوداع سے پہلے قریش اور ثقیف کا جو شخص بھی بچا تھا وہ اسلام لے آیا تھا اور سب کے سب حجۃ الوداع میں شریک ہوئے تھے۔ اتنا ان کے صحابی ہونے کے لئے کافی ہے۔ بلاذری نے ایک بے تنقید سند سے نقل کیا ہے کہ حفص بن ابی العاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں شریک ہوتے تھے۔ (حدیث)

۱۶۶۸ حفص بن مغیرہ

ابوعمرو مخزومی۔ بقول بعض فاطمہ بنت قیس کے شوہر، ایک قول ہے ان کا نام عمرو بن حفص بن مغیرہ، کنیت ابوحفص ہے۔ کنیتوں میں حرف عین میں عنوان آئے گا۔

---

❶ جامع المسانید (۵۳۳/۳)

جمهورية مصر العربية
وزارة الأوقاف
المجلس الأعلى للشئون الإسلامية
لجنة إحياء التراث الإسلامي

السيرة النبوية

سبل الهدى والرشاد
في سيرة خير العباد

للإمام محمد بن يوسف الصالحي الشامي المتوفى سنة ٩٤٢ هـ

تحقيق
الدكتور مصطفى عبد الواحد

الجزء الثاني

١٤١٨ هـ / ١٩٩٧ م

يُقْبل على أُمية بن خلَف ومن يصنع ذلك به من بنى جَمَح فيقول : أحلف بالله لئن قتلتموه لأتخذنه حَنانًا .

حتى مرّ به أبو بكر الصديق رضى الله عنهما وهم يصنعون به ذلك ، وكانت دار أبى بكر فى بنى جمح فقال أبو بكر لأُمية : ألا تتقى الله فى هذا المسكين حتى متى تعذبه ؟ قال أنت أفسدتَه فأنقذه مما ترى[1] . قال أبو بكر : أفعل ، عندى غلام أسود أجْلَد منه وأقوى على دينك أعطيكه به . قال : قد قبلت . قال : هو لك . فأعطاه أبو بكر غلامه ذلك وأخذ بلالا فأعتقه[2] .

وروى البلاذرى بسند صحيح عن محمد بن سيرين قال : لمّا أسلم بلال أخذه أهله فقَمَطوه وألقوا عليه من البطحاء ، وجعلوا يقولون : ربُّك اللاتُ والعزى . فيقول أَحَد أحد . فأتى عليه أبو بكر رضى الله عنه فقال : عَلاَمَ تعذِّبون هذا الإنسان ؟ فاشتراه بسبع أواقٍ وأعتقه . فذكر ذلك للنبى صلى الله عليه وسلم أنه قد اشتراه فقال : الشركةَ يا أبا بكر . فقال : قد أعتقتُه يا رسول الله[3] .

وروى البلاذرى بسند جيد عن إسماعيل بن أبى خالد عن قيس قال : اشترى أبو بكر بلالا بخمس أواق[4] .

• • •

ومنهم خبَّاب بن الأَرتّ بالمثناة الفوقية .

قال البلاذرى : قالوا كان الأَرت سَوَادِيًا ، فأغار قومٌ من ربيعة على الناحية التى كان فيها فسبَوْه وأتوا به الحجاز فباعوه فوقع إلى سِبَاع بن عبد العزى الخزاعى حليف بنى زهرة . وزعم أبو اليقظان أن خَبَّابا كان أخا سِبَاع لأُمّه[5]

---

(1) ت ، م : مما ترى فيه .
(2) سيرة ابن هشام ٣١٨/١ .
(3) أنساب الأشراف ١٨٦/١ .
(4) أنساب الأشراف ١٨٦/١ .
(5) أنساب الأشراف ١٧٥/١ .

صَحِيحُ
تَارِيخُ الطَّبَرِيِّ
الخِلَافَةُ فِي عَهْدِ الأُمَوِيِّينَ

لِلإِمَامِ أَبِي جَعْفَرٍ بْنِ جَرِيرٍ الطَّبَرِيِّ
(٢٢٤ - ٣١٠ هـ)

حققه وخرّج رواياته وعلّق عليه
محمد بن طاهر البرزنجي

بإشراف ومراجعة المحقق
محمد صبحي حسن حلاق

راجع فصولاً منه وأبدى ملاحظاته كلٌّ من
أ.د أكرم ضياء العمري و أ.د عماد الدين خليل

المجلّد الرّابع

دار ابن كثير
دمشق - بيروت

تختلف عن كتب الأخباريين الذين يجمعون في كتبهم بين الضعيف والصحيح والغث والسمين ، والحمد لله على نعمة الإسناد.
٥ ـ لقد أعطتنا الروايات التي اختلقها المبتدعة والكذابون كأبي مخنف والواقدي وغيرهما صورة وهمية تبيّن لنا أن معاوية رضي الله عنه كان يرفل بالنعيم ويلبس كذا ويأكل كذا ويمشي كذا . . . إلخ ما تصوره لنا الروايات الواهية وتزيد عليها أقلام الكتاب المعاصرين المتغربين من مسلمين ونصارى ممن أطلقوا العنان لأقلامهم فصوّروا في كتبهم ومقالاتهم سيدنا معاوية رجلاً يلبس الملابس المرصعة باللؤلؤ والمرجان ويمشي في الناس في موكب مهيب ويجلس على كرسي ملكي فخم مفخم . . . إلخ .
ونحن نقول : إن كان معاوية رضي الله عنه قد اهتم ببناء دار الخلافة على طراز جديد فقد كان له مبرره «إني في بلاد لا يمتنع فيها من جواسيس العدو ، ولابدّ لهم مما يرهبهم من آلة السلطان» .
ولم نجد رواية صحيحة السند تحكي عن ترف معاوية رضي الله عنه في البناء والملبس والمركب لذلك أعرضنا عنها ويبدو لنا والله أعلم أن معاوية كان يهتم ببعض الشكليات المتعلقة بدار الخلافة إظهاراً لهيبة المسلمين أمام الروم المتاخمين للشام في الحدود الشمالية والذين لا يفهمون إلاّ ظاهراً من الحياة الدنيا ولكن معاوية رضي الله عنه لم يكن ليهتم بتلك الشكليات حين ينزل إلى السوق يختلط بالناس وحين يذهب إلى المسجد أو إلى الحج وما إلىٰ ذلك ولم نجد رواية صحيحة تذكر عن موكب معاوية وخدمه وحشمه .
أخرج ابن عساكر عن يونس بن حلبس قال : رأيت معاوية في سوق دمشق على بغلة له ، وخلفه وصيف قد أردفه ، عليه قميص مرقوع الجيب وهو يسير في أسواق دمشق (مختصر تأريخ دمشق لابن منظور / ٥٣٠) وإسناده كما ذكره الحافظ ابن كثير قال : وقال هشام بن عمار عن عمرو بن واقد عن يونس بن ميسرة بن حلبس به (البداية والنهاية ١٣٧/٨) وهذا إسناد ضعيف والله تعالىٰ أعلم .
وأخرج البلاذري في أنساب الأشراف (٤/ ١/ ح ٢٠٣) حدثني هشام بن عمار حدثنا الوليد بن مسلم عن مروان بن جناح قال : قال عمرو بن العاص وذكر معاوية وهو بمصر : إن إمامكم ممن سهّل الله خليقته ، وقوّم طريقته ، وأحسن صيغته ، فمن كانت النعمة تُبطره ، إنها لتذلله وتوصره» .
قلنا : وأما شيخ البلاذري (هشام بن عمار) فصدوق ، وأما الوليد بن مسلم فثقة ، وأما مروان بن جناح فلابأس به والله أعلم .
٦ ـ ومع كل ما ذكرنا من روايات في البخاري وغيره تدل على تواضع معاوية للعلماء وسماعه لنصيحتهم فلا زالت تراكمات القرون الطويلة تحجب الرؤية الواضحة لمكانة أمير المؤمنين معاوية رضي الله عنه وأرضاه كيف لا وهو صاحب رسول الله وكاتب الوحي عنده ولعلّ هذه=

كتاب الطبقات الكبير

لمحمد بن سعد بن منيع الزهري
ت ٢٣٠ هـ

الجزء الثالث
الطبقة الأولى
في البدريين من المهاجرين والأنصار

تحقيق
الدكتور علي محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

قال : أخبرنا محمّد بن عمر عن موسى بن محمّد بن إبراهيم بن الحارث التيميّ عن أبيه قال : لمّا توفى رسول الله ، ﷺ ، أذّن بلال ورسول الله ، ﷺ ، لم يُقْبَرْ ، فكان إذا قال أشْهَدُ أنّ محمدًا رسول الله انتحب النّاس فى المسجد . قال فلمّا دُفن رسول الله ، ﷺ ، قال له أبو بكر : أذّنْ ، فقال : إن كنتَ إنّما أعْتَقْتَنى لأن أكون معك فسبيل ذلك ، وإن كنتَ أعتقتنى لله فخلّنى ومَنْ أعتقتَنى له . فقال : ما أعتقتُك إلاّ لله . قال : فإنى لا أؤذّنُ لأحدٍ بعد رسول الله ، ﷺ ، قال : فذاك إليك . قال فأقام حتّى خرجتْ بُعوثُ الشأم فسار معهم حتّى انتهى إليها (١) .

قال : أخبرنا رَوْح بن عبادة وعفّان بن مسلم وسليمان بن حرب قالوا : أخبرنا حمّاد بن سلمة عن علىّ بن زيد عن سعيد بن المسيّب أنّ أبا بكر لمّا قعد على المنبر يوم الجمعة قال له بلال : يا أبا بكر ، قال : لَبّيْك ، قال : أعْتَقْتَنى لله أو لنفسك ؟ قال : لله ، قال : فأذَنْ لى حتّى أغزوَ فى سبيل الله . فأذنَ له فذهب إلى الشأم فمات ثَمّ (٢) .

قال : أخبرنا وهب بن جرير قال : أخبرنا شعبة عن مغيرة وأبى سلمة عن الشعبى قال : خَطَبَ بلالٌ وأخوه إلى أهل بيتٍ من اليمن فقال : أنا بلال وهذا أخى ، عَبْدانِ من الحَبَشَةِ كنّا ضالّين فهدانا الله وكنّا عَبْدَين فأعتقنا الله ، إنْ تُنْكِحونا فالحمدُ لله وإنْ تمنعونا فالله أكبر (٣) .

قال : أخبرنا عارم بن الفضل قال : أخبرنا عبد الواحد بن زياد قال : أخبرنا عمرو بن ميمون قال : حدّثنى أبى أنّ أخًا لبلال كان ينتمى إلى العرب ويزعم أنّه منهم فخَطَبَ امرأةً من العرب فقالوا : إن حَضَرَ بلالٌ زَوّجناك . قال : فحضر بلالٌ فتشَهّدَ وقال : أنا بلال بن رباحٍ وهذا أخى وهو امْرُؤ سَوْءٍ فى الخُلُق والدين، فإنْ

= لم يثبتها فى متن (ل) وعلق على ذلك بقوله : « ولكنى أظنها قد شطبت » . هذا وقد آثرت إثبات رواية ت ، ث ، اعتمادًا على ما أورده ابن الأثير فى أسد الغابة ج ١ ص ٢٤٤ « ... أخبرنا محمد بن سعد ، أخبرنا إسماعيل بن عبد الله بن أبى أويس ... لما توفى رسول الله ﷺ جاء بلال إلى أبى بكر ، فقال : ياخليفة رسول الله ، إنى سمعت رسول الله ﷺ يقول : أفضل أعمال المؤمن الجهاد فى سبيل الله ... »

(١) أورده البلاذرى فى أنساب الأشراف ج ١ ص ١٩٢ من رواية الواقدى .

(٢) أورده البلاذرى فى أنساب الأشراف ج ١ ص ١٩٢

(٣) أورده البلاذرى فى أنساب الأشراف ج ١ ص ١٨٩

تنبیہ نمبر ①

عبداللہ بن فائد اور سحیم بن حفص کہتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَظْهَرَ شَتْمَ عَلِيٍّ وَتَنَقُّصَهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: مَا أُحِبُّ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ كُلَّمَا عَتَبْتَ تَنَقَّصْتَ، وَكُلَّمَا غَضِبْتَ ضَرَبْتَ، لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَالِكَ حَاجِزٌ مِنْ حِلْمِكَ وَلَا تَجَاوُزٌ بِعَفْوِكَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر شتم کیا گیا تھا اور ان کی تنقیص کی گئی تھی، تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جوابی خط لکھا کہ امیر المومنین! میں یہ انداز کلام آپ کے شایان شان نہیں سمجھتا کہ آپ عیب جوئی کرتے اور تنقیص شان کرتے ہیں، غصہ ہوتے اور مارتے ہیں، کیا آپ کا حلم آپ کو روکتا نہیں ہے؟ آپ عفو سے کام کیوں نہیں لیتے۔؟''

(أنساب الأشراف للبلازري: ٢٣/٥)

تبصرہ:

سفید جھوٹ ہے۔ عبداللہ بن فائد اور سحیم بن حفص دونوں مجہول ہیں، نیز انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

میزان الاعتدال اردو

مؤلفہ

الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ

المتوفی سنہ ۷۴۸ھ

مترجم

مولانا ابو سعید مدظلہ

جلد اوّل

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

۷۳۲-(صح) اسحاق بن ابراہیم دبری

یہ امام عبدالرزاق کے شاگرد ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام عبدالرزاق نے انہیں کمتر قرار دیا ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ شخص حدیث کا ماہر نہیں ہے اس کے والد نے اسے کچھ روایات سنائی تھیں اس کا صرف انہی سے واسطہ ہے اس نے امام عبدالرزاق سے ان کی تصانیف سنی ہیں اس وقت اس کی عمر سات برس کے لگ بھگ تھی۔ تاہم اس نے امام عبدالرزاق کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں؛ جس کی وجہ سے ان کی روایات میں تردد پیدا ہوگیا ہے کہ کیا یہ روایات امام عبدالرزاق سے منقول ہیں اور انہیں نقل کرنے میں یہ راوی منفرد ہے یا پھر وہ روایات معروف ہیں جنہیں نقل کرنے میں امام عبدالرزاق منفرد ہیں۔ ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اور دیگر راویوں نے ''دبری'' سے روایات نقل کی ہیں۔ طبرانی نے اس کے حوالے سے کثرت سے روایات نقل کی ہیں۔

حاکم نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ راوی ''صدوق'' ہے۔ مجھے اس کے بارے میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا: یہ کوئی بلند پائے کا آدمی نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا ان سے صحیح روایت نقل کی جاسکتی ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں (اللہ کی قسم! ایسا ہوسکتا ہے)۔

حافظ اوبکر شبلی کی مرویات میں ''کتاب الحروف'' ہے؛ جس میں دبری نے غلطی کی ہے اور قاضی محمد قرطبی سے منقول مصنف عبدالرزاق سے اس میں تصحیف کی ہے۔ دبری 287 ہجری تک زندہ رہے تھے۔

۷۳۳-اسحاق بن ابراہیم (د،س) بن کامجرا مروزی، ابویعقوب ابن ابی اسرائیل

یہ مشہور حافظ الحدیث ہیں انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور طویل عرصہ زندہ رہے۔

انہوں نے حماد بن زید، کثیر ابن عبداللہ الابلی اور ایک مخلوق سے اور ان سے ابوداؤد؛ بغوی اور (بہت سے) لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں سے عبدالرحمن بن مہدی نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: یہ ''صدوق'' ہے۔ تاہم اس میں خرابی یہ ہے کہ قرآن کے بارے میں یہ خاموشی اختیار کرتا تھا اور اسے غیر مخلوق نہیں؛ بلکہ یہ کہتا تھا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور خاموش ہو جاتا تھا۔

ساجی کہتے ہیں: محدثین نے اس کی اس خاموشی کی وجہ سے اس سے روایت نقل کرنا ترک کردیا تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جن لوگوں نے اس سے روایات اخذ کرنا ترک کیا تھا وہ بہت کم ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے اس کے مذہب کے بارے میں کلام کیا ہے۔

ابوعباس سراج کہتے ہیں: اسحاق بن ابواسرائیل کو یہ کہتے ہوئے سنا: یہ بچے کہتے ہیں کہ قرآن غیر مخلوق ہیں تو پھر یہ لوگ یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور خاموش ہو جائیں؛ اس نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی طرف اشارہ کرکے یہ بات کہی تھی۔

شیخ عبدوس نیشاپوری یہ کہتے ہیں: یہ بڑے حافظ تھے حفظ اور ورع میں ان کی مانند کوئی نہیں تھا۔ تاہم ان کے وقوف کرنے کی وجہ سے ان پر الزام عائد کیا گیا۔

اسحاق بن ابواسرائیل کا انتقال 246ھ میں ہوا۔

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے ہیں؛ کیوں کہ ان دونوں کی پیدائش ایک ہی سال میں ہوئی تھی۔

یہ کم سن عبادت گزار شخص تھا اس نے مبشر بن اسماعیل سے روایات نقل کی ہیں اور مدرک بن ابوسعد فزاری اور دیگر حضرات سے بھی روایات نقل کی ہیں' اس سے' اس کے پوتے عبداللہ بن عبدالرزاق نے' امام ابوحاتم نے' یزید بن محمد نے اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں: یہ صدوق اور عبادت گزار شخص تھا اس کا شمار ابدال میں ہوتا ہے۔ یزید بن محمد کہتے ہیں: یہ ثقہ ہے

۵۰۴۹- (صح) عبدالرزاق بن ہمام (ع) بن نافع الامام، ابوبکر حمیری مولا ہم صنعانی،

یہ جلیل القدر اہل علم اور ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں ان کی پیدائش 126ھ میں ہوئی۔ انہوں نے بیس سال کی عمر میں علم الحدیث کے حصول کا آغاز کیا یہ فرماتے ہیں میں ساتھ سال تک معمر بن راشد کی خدمت میں حاضر رہا ہوں۔

پھر یہ تجارت کے سلسلے میں شام آئے انہوں نے حج کیا اور ابن جریج' عبیداللہ بن عمر' عبداللہ بن سعید' ثور بن یزید' امام اوزاعی اور ایک مخلوق سے احادیث کا سماع کیا۔ انہوں نے بہت زیادہ روایات نوٹ کیں انہوں نے الجامع' الکبیر تصنیف کی جو علم کا خزانہ ہے پھر لوگوں نے (ان سے استفادے کی خاطر ان کی طرف سفر کیا جن میں امام احمد اسحاق بن راحویہ' یحییٰ بن معین' ذہلی' رمادی اور عبد شامل ہیں۔

امام ابوزرعہ دمشقی بیان کرتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دیارفت کیا کیا امام عبدالرزاق معمر کی احادیث کے حافظ تھے انہوں نے جواب دیا جی ہاں! ان سے دریافت کیا گیا ابن جریج کے بارے میں کون زیادہ ثبت ہے۔ عبدالرزاق یا برسانی انہوں نے جواب دیا عبدالرزاق' انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ہم 200ھ سے پہلے امام عبدالرزاق کے پاس گئے تھے اس وقت ان کی نظر ٹھیک تھی لیکن جس نے ان کی بینائی رخصت ہونے کے بعد ان سے احادیث کا سماع کیا ہے تو اس کا سماع ضعیف ہوگا۔

ہشام بن یوسف بیان کرتے ہیں جب ابن جریج یمن آئے تھے اس وقت امام عبدالرزاق کی عمر 18 سال تھی۔

اثرم بیان کرتے ہیں میں نے ابوعبداللہ کو سنا ان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا آگ میں جلنا رائیگاں جاتا ہے تو انہوں نے جواب دیا یہ جھوٹی ہے۔

انہوں نے دریافت کیا امام عبدالرزاق کے حوالے سے یہ حدیث کسی نے بیان کی ہے میں نے جواب دیا احمد بن سبوہَ نے انہوں فرمایا ان لوگوں نے امام عبدالرزاق سے سماع اس وقت کیا تھا جب وہ نابینا ہو چکے تھے۔ اس وقت انہیں تلقین کی جاتی تھی۔ تو انہیں ایسی باتوں کی بھی تلقین کی گئی جو ان کی کتابوں میں نہیں تھی ان لوگوں نے ان کے حوالے سے ایسی احادیث نقل کی ہیں جو ان کی کتاب میں نہیں ہیں۔ جو ان کے نابینا ہونے کے بعد انہیں تلقین کی گئی تھی۔

امام نسائی بیان کرتے ہیں اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے جس نے ان کے حوالے سے بعد میں روایات نوٹ کی ہیں اور اس کے حوالے سے بہت سی منکر روایات بھی نقل کی گئی ہیں۔

ابن عدی بیان کرتے ہیں انہوں نے فضائل کے بارے میں ایسی احادیث نقل کی ہیں جن میں کسی نے ان کی موافقت نہیں کی ہے۔ اور دیگر لوگوں کی تنقید کے بارے میں منکر روایات نقل کی گئی ہیں لوگوں نے انہیں تشعیوں کی طرف کی بھی منسوب کیا ہے۔ امام دار قطنی کہتے ہیں: یہ ثقہ نہیں لیکن احادیث میں معمر سے روایات نقل کرنے میں غلطی کر جاتے ہیں۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں نے امام عبدالرزاق کو مکہ میں احادیث بیان کرتے ہوئے دیکھا میں نے ان سے کہا کیا آپ نے ان احادیث کا سماع کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا ان میں سے بعض کا میں نے سماع کیا ہے بعض استاد کے سامنے پیش کی تھیں بعض کا ذکر کیا گیا تو یہ سب سماع ہی ہے پھر یحییٰ نے کہا میں نے ان کی تحریر کے علاوہ ان سے کوئی روایت نوٹ نہیں کی۔ صرف ایک روایت نوٹ کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں امام عبدالرزاق اپنی تحریر سے جو روایت نقل کریں گے وہ زیادہ مستند ہوگی۔

محمد بن ابوبکر مقدسی بیان کرتے ہیں میں نے امام عبدالرزاق کو غیر موجود پایا ہے۔ جعفر بن سلیمان نے ان کے علاوہ اور کسی کو خراب نہیں کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریب التہذیب

مرتبہ

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ

مترجم

مولانا نیاز احمد دہست گاہتم

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور

338...اسحاق بن ابی اسرائیل...

۳۳۱۔خ،د۔اسحاق بن ابراہیم بن محمد صواف باہلی،ابو یعقوب بصری:

گیارہویں طبقہ کا ''ثقہ'' راوی ہے ۲۵۳ھ میں فوت ہوا۔

۳۳۲۔خ،م،د،ت،س۔اسحاق بن ابراہیم بن مخلد:

اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی ابومحمد ابن راہویہ مروزی،(امام)احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) کا ہم پلہ ''ثقہ حافظ مجتہد'' راوی ہے،(امام)ابوداؤد(رحمہ اللہ) نے ذکر کیا ہے کہ وفات سے پہلے اس کا تھوڑا سا حافظہ بگڑ گیا تھا،بعمر ۷۲ برس ۲۳۸ھ میں فوت ہوا۔

۳۳۳۔خ۔اسحاق بن ابراہیم بن نصر بخاری،ابوابراہیم سعدی:

گیارہویں طبقہ کا ''صدوق'' راوی ہے ۲۴۲ھ میں فوت ہوا۔

۳۳۴۔خ،د،س۔اسحاق بن ابراہیم بن یزید،ابونضر دمشقی فرادیسی:

عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) کا غلام اور دسویں طبقہ کا ''صدوق'' راوی ہے،کسی مستند دلیل کے بغیر خواہ مخواہ اسے ضعیف کہہ دیا گیا ہے،بعمر ۸۶ برس ۲۲۷ھ میں فوت ہوا۔

۳۳۵۔س۔اسحاق بن ابراہیم بن یونس منجنیقی وراق،ابو یعقوب بغدادی:

مصر میں رہائش اختیار کرنیوالا بارہویں طبقہ کا ''ثقہ حافظ'' راوی ہے ۳۰۴ھ میں فوت ہوا۔

۳۳۶۔د،ت،س۔اسحاق بن ابراہیم ثقفی،ابو یعقوب کوفی:

آٹھویں طبقہ کا راوی ہے،(امام)ابن حبان (رحمہ اللہ) نے اسے ''ثقہ'' کہا ہے مگر روایت حدیث کے سلسلے میں اس میں ''ضعف'' پایا جاتا ہے۔

۳۳۷۔د،ق۔اسحاق بن ابراہیم حنینی،ابو یعقوب مدنی:

طرطوس میں رہائش اختیار کرنیوالا نوویں طبقہ کا ''ضعیف'' راوی ہے ۲۱۶ھ میں فوت ہوا۔

۳۳۸۔بخ،د،س۔اسحاق بن ابواسرائیل ابراہیم بن کامجرا،ابو یعقوب مروزی:

بغداد میں سکونت پزیر ہونیوالا دسویں طبقہ کے اکابر رواتِ حدیث میں سے ''صدوق'' راوی ہے،قرآن کو غیر مخلوق

کہنے میں توقف اختیار کرنے کی وجہ سے اس پر کلام کیا گیا ہے،بعمر ۹۵ برس ۲۴۵ھ میں فوت ہوا۔

4064...عبد الرزاق الصنعانی...

۴۰۶۲۔تمییز۔عبدالرزاق بن عمر دمشقی، ابوبکر ثقفی:

زہری کی روایات میں ''متروک الحدیث'' ہے اور اس کے علاوہ میں قدرے کمزور ہے۔آٹھویں طبقہ سے ہے۔

۴۰۶۳۔تمییز۔عبدالرزاق بن عمر بَزیعی:

دسویں طبقہ کا ''صدوق'' راوی ہے۔

۴۰۶۴۔ع۔عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری ''ولاء کی وجہ سے ہے'' ابوبکر صنعانی:

نوویں طبقہ کا مشہور'' ثقہ حافظ مصنف'' راوی ہے تاہم آخر عمر میں نابینا ہو گیا تھا اور اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا اور شیعہ تھا، بعمر ۸۵ برس ۲۱۱ھ کو فوت ہوا۔

۴۰۶۵۔ق۔عبدالسلام بن ابوجَنوب، مدنی:

آٹھویں طبقہ کا ''ضعیف'' راوی ہے، ابن حبان کے اسے ''ثقات'' میں ذکر کرنے سے کسی کو دھوکہ نہ ہو کیونکہ انہوں نے اسے ''ضعفاء'' میں بھی ذکر کیا ہے۔

۴۰۶۶۔د۔عبدالسلام بن ابوحازم شداد عبدی، ابوطالوت بصری:

چوتھے طبقہ کا '' ثقہ'' راوی ہے۔

۴۰۶۷۔ع۔عبدالسلام بن حرب بن سلم نہدی، مُلائی، ابوبکر کوفی، بصری الاصل:

آٹھویں طبقہ کے صغار حضرات میں سے ''ثقہ حافظ'' راوی ہے اس سے منکر حدیثیں مروی ہیں بعمر ۹۶ برس ۱۸۷ھ کو فوت ہوا۔

۴۰۶۸۔د،ت،س۔عبدالسلام بن حفص ابومصعب ''ابن مصعب بھی کہا جاتا ہے'' لیثی یا سلمی، مدنی:

ابن معین نے اس کی توثیق کی ہے ساتویں طبقہ سے ہے۔

☆عبدالسلام بن شداد:

یہ ابن ابوحازم ہے۔(=۴۰۶۶)

۴۰۶۹۔ت۔عبدالسلام بن شعیب بن حبحاب بصری:

نوویں طبقہ کا ''صدوق'' راوی ہے ۲۱۴ھ کو فوت ہوا۔

صحیح بخاری حدیث 2163..معمر عن ابنِ طاؤس عن ابی..

باطل اور لغو ہے۔ بعض نے کہا ایسا کرنا حرام ہے لیکن بیع صحیح ہو جائے گی۔ اور ان کو اختیار ہو گا کہ بستی میں آکر وہاں کا نرخ دیکھ کر اس بیع کو قائم رکھیں یا فسخ کر ڈالیں۔ حنفیہ نے کہا ہے کہ اگر قافلہ والوں سے آگے جا کر ملنا بستی والوں کو نقصان کا باعث ہو تب مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

٢١٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ)). [راجع: ٢١٤٠]

(٢١٦٢) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (تجارتی قافلوں سے) آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بستی والوں کو باہر والوں کا مال بیچنے سے بھی منع فرمایا۔

٢١٦٣- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: مَا مَعْنَى قَوْلِهِ لاَ يَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ فَقَالَ: لاَ يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا)). [راجع: ٢١٥٨]

(٢١٦٣) مجھ سے عیاش بن عبدالولید نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے معمر نے بیان کیا' ان سے ابن طاؤس نے' ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب کیا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے؟ تو انہوں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔

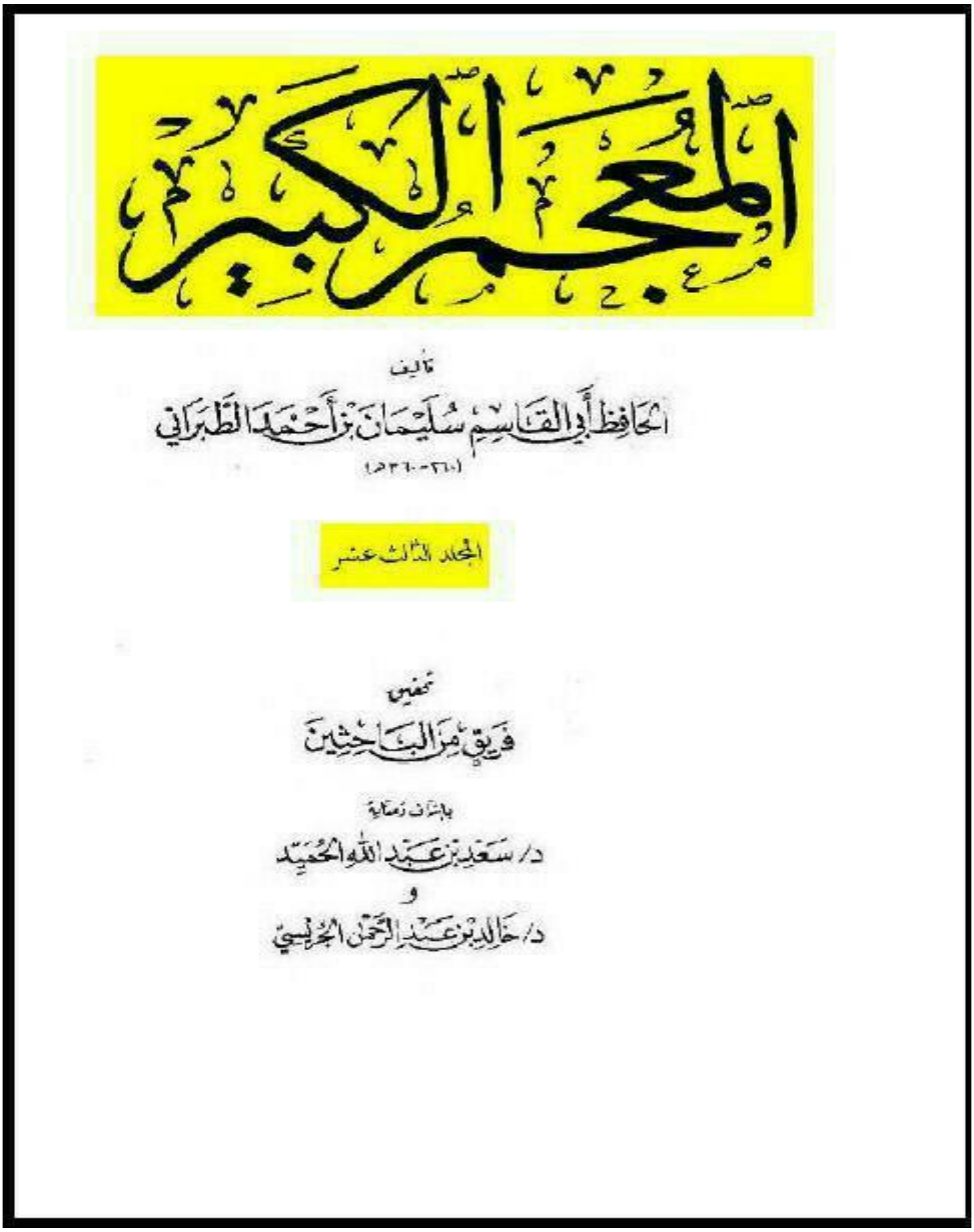
٢١٦٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَنِ اشْتَرَى مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا. قَالَ: وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ)). [راجع: ٢١٤٩]

(٢١٦٤) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے تیمی نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو کوئی دودھ جمع کی ہوئی بکری خریدے (وہ بکری پھیر دے) اور اس کے ساتھ ایک صاع دے دے۔ اور آنحضرت ﷺ نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا۔

٢١٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلاَ تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوقِ)). [راجع: ٢١٣٩]

(٢١٦٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اور جو مال باہر سے آ رہا ہو اس سے آگے جا کر نہ ملے جب تک وہ بازار میں نہ آئے۔

وہی انساب الاشراف والی حدیث المعجم الکبیر للطبرانی میں اسحاق بن راہویہ کی سند سے موجود ہے..باقی راویان وہی ہیں اور امام ھیثمی نے راویان کو رجال الصحیح قرار دیا ہے...


المعجم الكبير

تأليف

الحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

(٢٦٠-٣٦٠هـ)

المجلد الثالث عشر

تحقيق

فريق من الباحثين

بإشراف وعناية

د/ سعد بن عبد الله الحميد

و

د/ خالد بن عبد الرحمن الجريسي

[١٤٣٥٤] حدثنا أبو مسلم الكَشّي[(١)]، وعلي بن عبدالعزيز؛ قالا: ثنا حَجّاج بن المنهال، ثنا حمّاد بن سَلَمة، عن ليث، عن طاوس، عن زياد بن سِيمِيْنكُوش[(٢)]، عن عبدالله بن عَمرو، عن النبيِّ ﷺ قال: «**تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ[(٣)] العَرَبَ، قَتْلَاهَا فِي النَّارِ، اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ وَقْعًا مِنَ السَّيْفِ**».

[١٤٣٥٥] حدثنا محمّد بن إسحاق بن[(٤)]/ راهُوْيَه، ثنا أبي، أنا عبدالرزّاق، أبنا مَعْمَر، عن ابن طاوسَ، عن أبيه، عن عبدالله بن [خ:٣٢٣/ب]

= ورواه معمر في "جامعه" (٢٠٨٠٧/الملحق بمصنف عبدالرزّاق) عن ابن طاوس، عن أبيه، به، موقوفًا. ومن طريق معمر أخرجه نعيم بن حماد في "الفتن" (١٨٠٧)، ومسلم في "مقدمة صحيحه" (ص٢٣).

[١٤٣٥٤] رواه المزي في "تهذيب الكمال" (٩/ ٤٧٩) من طريق المصنف بهذا الإسناد.
ورواه ابن بطة في "الإبانة" (٧٦٧/ كتاب الإيمان) من طريق يعقوب بن إبراهيم الدورقي وأبي رويق عبدالرحمن بن خلف، عن حجاج بن المنهال، به.
ورواه أحمد (٢/ ٢١١ رقم ٦٩٨٠) عن أسود بن عامر، والترمذي (٢١٧٨)، وابن ماجه (٣٩٦٧)؛ عن عبدالله بن معاوية الجمحي؛ كلاهما (أسود بن عامر، وعبدالله ابن معاوية) عن حماد بن سلمة، به.
وعلقه البخاري في "التاريخ الكبير" (٣/ ٣٥٦) عن حماد بن سلمة، به.
ورواه أبو داود (٤٢٦٥) من طريق حماد بن زيد، عن ليث، به.
ورواه ابن أبي شيبة (٣٨١١٥) عن عبدالله بن إدريس، عن ليث، به، موقوفًا.
وسيأتي برقم [١٤٤٨٨] من طريق عطاء بن السائب، عن أبيه، عن عبدالله بن عمرو.

(١) هو: إبراهيم بن عبدالله بن مسلم.
(٢) كذا رسم في الأصل، ولكن دون نقط، ويقال فيه: سيمانكوش، وقيل: سيمونكوش، وهو اسم أبيه، وقيل: بل هو لقب له نفسه. انظر: "تهذيب التهذيب" (١/ ٦٤٧).
(٣) أي: تستوعبهم في الهلاك. "النهاية" (٥/ ٧٨). (٤) «بن» مكررة في الأصل.

[١٤٣٥٥] ذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد" (١/ ١١٢)، وقال: «ورجاله رجال الصحيح»، ولم ينسبه للطبراني ولا لغيره، إلا أنه عطفه على حديث عزاه =

عمرو، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ هَذَا الفَجِّ مِنْ أَهْلِ النَّارِ»، وكنتُ تركتُ أبي يتوضأ، فخَشيتُ أن يكونَ هو، فاطَّلَع رجلٌ غيرُهُ، فقال رسولُ الله ﷺ: «هُو هَذَا».

[١٤٣٥٦] حدثنا محمَّد بن إسحاقَ بن راهُوْيَه، ثنا أبي، أبنا عبدالرزَّاق، أبنا مَعْمَر، عن ابن طاوسَ، عن أبيه، قال: سمعتُ رجلًا يحدثُ ابنَ عباس، عن عبدالله بن عمرو، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَيَطْلُعَ(1) عَلَيْكُمْ رَجُلٌ يُبْعَثُ يَوْمَ القِيَامَةِ عَلَى غَيْرِ سُنَّتِي»، أَوْ «غَيْرِ مِلَّتِي»، وكنتُ تركتُ أبي في المنزل، فخِفْتُ أن يكونَ هو، فطلع غيرُهُ فقال: «هُو هَذَا».

[١٤٣٥٧] حدثنا محمَّد بن إسحاقَ بن راهُوْيَه، ثنا أبي، أنا عبدالرزَّاق، أبنا مَعْمَر، عن ابن طاوسَ، عن أبيه، عن عبدالله بن

= للطبراني، وانظر الحديث التالي.

[١٤٣٥٦] ذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد" (١/ ١١٢)، وقال: «رواه الطبراني في "الكبير"، ورجاله رجال الصحيح، إلا أن فيه رجلاً لم يسم»، وانظر الحديث السابق.

(1) كذا في الأصل، وفي "مجمع الزوائد": «لَيَطْلُعَنَّ»، بنون التوكيد، وهو الجادة، وما في الأصل يخرج على أنه مؤكد بنون التوكيد الخفيفة، ثم حذفت تخفيفًا، وبقيت فتحة العين؛ أي: «لَيَطْلُعَ». وانظر: "مغني اللبيب" (ص٢٧٥-٢٧٦ و٣٨٢-٣٨٣).

[١٤٣٥٧] كذا جاءت رواية عبدالرزاق عن معمر هنا، ورواه معمر في "جامعه" (١٩٩٦٥/الملحق بمصنف عبدالرزاق) عن ابن طاوس، عن أبيه قال: رأى النبي ﷺ على عبدالله بن عمرو بن العاص ثوبَيْن مُعَصْفَرَين، فقال: «أُمُّكَ أَلْبَسَتْكَ هذين؟» فقال: نعم يا رسول الله! ألا ألقمها [كذا، ولعل الصواب: «ألا ألقيهما»]، فقال: «بل حَرِّقْهُما». كذا جاءت رواية معمر هنا مرسلة مع اختلاف في اللفظ.

ورواه النسائي (٥٣١٧) من طريق ابن جريج، عن ابن طاوس، به، مرفوعًا.

وانظر الحديثين [١٤٣٥٢ و١٤٥٧٤].

عشرة .

عبد الله بن عمرو بن العاص

بن وائل بن هاشم بن سعيد بن سهم بن عمرو بن هصيص بن كعب بن لؤي القرشي السهمي، يكنى أبا محمد. وقيل: يكنى أبا عبد الرحمن. وقيل أبو نصير وهي غريبة. واما ابن معين فقال: كنيته أبو عبد الرحمن، والأشهر أبو محمد. أمه ريطة بنت منبه بن الحجاج السهمية، و لم يفته أبوه في السن إلا باثنتي عشرة، ولد لعمرو: عبد الله وهو ابن اثنتي عشرة سنة. أسلم قبل أبيه وكان فاضلاً حافظاً عالمًا، قرأ الكتاب واستأذن النبي صلى الله عليه وسلم في أن يكتب حديثه، فأذن له، قال: يا رسول الله أكتب كل ما أسمع منك في الرضا والغضب؟ قال: "نعم، فإني لا أقول إلا حقاً . "

وقال أبو هريرة: ما كان أحد أحفظ لحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم مني إلا عبد الله بن عمرو، فإنه كان يعي بقلبه، وأعي بقلبي، وكان يكتب وانا لا أكتب، استأذن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك فأذن له.

وروى شفي الأصبحي، عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: حفظت عن النبي صلى الله عليه وسلم ألف مثل.

وكان يسرد الصوم، ولا ينام بالليل فشكاه أبوه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن لعينك عليك حقاً، وإن لأهلك عليك حقاً، قم ونم وصم وأفطر. صم ثلاثة أيامٍ من كل شهر، فذلك صيام الدهر" ، فقال: إني أطيق أكثر من ذلك فلم يزل يراجعه في الصيام حتى قال له: "لا صوم أفضل من صوم داود، وكان يصوم يوماً ويفطر يوماً" . فوقف عبد الله عند ذلك، وتمادى عليه. ونازل رسول الله صلى الله عليه وسلم أيضاً في ختم القرآن، فقال: اختمه في شهر، فقال: أني أطيق أفضل من ذلك، فلم يزل يراجعه حتى قال: لا تقرأه في أقل من سبع. وبعضهم يقول في حديثه هذا: أقل من خمس، والأكثر على أنه لم ينزل من سبع، فوقف عند ذلك واعتذر رضي الله عنه من شهوده صفين، واقسم أنه لم يرم فيها برمح ولا سهم، وأنه إنما شهدها لعزمة أبيه عليه في ذلك وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له: "أطع أباك" .

حدثنا خلف بن قاسم، حدثنا عبد الله بن عمرو الجوهري، حدثنا أحمد بن محمد بن الحجاج. حدثني يحيى بن سليمان، حدثنا الخصيب بن ناصح البصري حدثنا نافع بن عمرو الجمحي عن ابن أبي مليكة عن عبد الله بن عمرو بن العاص أنه كان يقول: مالي ولصفين مالي ولقتال المسلمين والله لوددت أني مت قبل هذا بعشر سنين ثم يقول: أما والله ما ضربت فيها بسيف ولا طعنت برمح ولا رميت بسهم ولوددت أني لم أحضر شيئاً منها وأستغفر الله عز وجل عن ذلك وأتوب إليه إلا أنه ذكر أنه كانت بيده الراية يومئذٍ فندم ندامةً شديدة على قتاله مع معاوية

وجعل يستغفر الله ويتوب إليه.

وحدثنا خلف، قال حدثنا عبد الله قال: حدثنا أحمد بن محمد قال: حدثنا سعيد بن أبي مريم حدثنا نافع بن عمرو الجمحي حدثني ابن أبي مليكة إن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: مالي وقتال المسلمين ولصفين لوددت أني مت قبله بعشر سنين أما والله على ذلك ما رميت بسهم ولا طعنت برمح ولا ضربت بسيف وذكره إلى آخره.

واختلف في وقت وفاته فقال أحمد بن حنبل: مات عبد الله بن عمرو بن العاص ليالي الحرة في ولاية يزيد بن معاوية وكانت الحرة يوم الأربعاء لليلتين بقيتا من ذي الحجة سنة ثلاث وستين. وقال غيره: مات بمكة سنة سبع وستين وهو ابن اثنتين وسبعين سنة. وقال غيره: مات سنة ثلاث وسبعين. وقال يحيى بن عبد الله بن بكير: مات بأرضه بالسبع من فلسطين سنة خمس وستين. وقيل: إن عبد الله بن عمرو بن العاص توفي سنة خمس وخمسين بالطائف. وقيل: إنه مات بمصر سنة خمس وستين، وهو ابن اثنتين وسبعين سنة.

تاريخ المقريزي الكبير

المسمّى

المقفّى الكبير

أرّخ فيه لكلّ مَنْ دخل مصر، بدايةً من سيدنا إبراهيم عليه السلام
مرورًا بالصحابة والتابعين، وإلى زمان المقريزي في منتصف القرن التاسع للهجرة

تأليف

تقيّ الدين أحمد بن علي المقريزي
المتوفى ٨٤٥هـ سنة

تحقيق

محمد عثمان

الجزء الرابع

المحتوى:

حرف العَين - حرف الميم
عباس ابن الوزير جعفر بن الفضل - محمد بن أحمد بن عثمان بن عليس

دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
DKi
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971 بيروت - لبنان
Est. by Mohammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Établie par Mohamad Ali Baydoun 1971 Beyrouth - Liban

الرضا والغضب؟

قال: نعم، فإني لا أقول إلا حقا.

وقال أبو هريرة: ما كان أحد أحفظ لحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم مني إلا عبد الله بن عمرو، فإنه كان يعي بقلبه وأعي بقلبي، وكان يكتب وأنا لا أكتب، استأذن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك فأذن له.

وروى شقي الأصبحي، عن عبد الله بن عمرو قال: حفظت عن النبي صلى الله عليه وسلم ألف مثل.

وكان يسرد الصوم، ولا ينام الليل، فشكاه أبوه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لأهلك عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، قُمْ وَنَمْ، وصُمْ وَأَفْطِرْ، صم ثلاثة أيام من كل شهر؛ فذلك صيام الدهر"[١].

قال: إني أطيق أكثر من ذلك.

فلم يزل يراجعه في الصيام حتى قال له: لا صوم أفضل من صوم داود؛ كان يصوم يوما ويفطر يوما، فوقف عبد الله عند ذلك وتمادى عليه.

ونازل رسول الله صلى الله عليه وسلم أيضا ختم القرآن، فقال: اختمه في شهر.

قال: إني أطيق أفضل من ذلك.

فلم يزل يراجعه حتى قال: لا تقرأه في أقل من سبع، وبعضهم يقول: أقل من خمس، والأكثر على أنه لم ينزل من سبع، فوقف عند ذلك.

وقد شهد صفين مع معاوية، واعتذر من ذلك، قال ابن أبي مليكة، عن عبد الله بن عمرو: أنه كان يقول: ما لي ولصفين؟ ما لي ولقتال المسلمين؟ والله لوددت أني متّ قبل هذا بعشر سنين.

ثم يقول: أما والله ما ضربت فيها بسيف، ولا طعنت برمح، ولا رميت بسهم، ولوددت أني لم أحضر شيئا منها، وأستغفر الله عز وجل من ذلك وأتوب إليه.

إلا أنه ذكر أنه كانت بيده الراية يومئذ، فندم ندامة شديدة على قتاله مع معاوية،

(١) أخرجه البخاري (١٩٧٥)، (١٩٧٧)، وأخرجه النسائي (٢٣٩١)، وأخرجه الطبراني في المعجم الأوسط (٧٦٣٤).

كتاب

الوافي بالوفيات

تأليف

صلاح الدين خليل بن أيبك الصفدي

(ت ٧٦٤هـ)

الجزء السابع عشر

عبد الله

طالعه

يحيى بن حجي الشافعي ابن أيبك الصفدي رحمه الله أحمد بن مسعود

تحقيق واعتناء

أحمد الأرناؤوط - تركي مصطفى

دار إحياء التراث العربي

بيروت - لبنان

أكتب كلّ ما سُمع منك في الرضى والغضب؟ قال: (نعم! فإنّي لا أقول إلاّ حقّاً)(١). وقال أبو هريرة: ما كان أحفظَ منّي لحديث رسول الله ﷺ إلاّ عبد الله بن عَمْرو، فإنّه كان يعي بقلبه وأعي بقلبي وكان يكتُب وأنا لا أكتب(٢). وقال عبد الله: حَفِظْتُ عن رسول الله ﷺ ألف مَثَل. وكان يَسْرُدُ الصَّوْمَ ولا ينام الليل، وشكاه أبوه إلى رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ: (إنّ لعينيك حقاً وإنّ لأهلكَ عليك حقاً وإنّ لزوجِكَ عليك حقاً وإن لزَوْرِك عليك حقاً قُمْ ونَمْ وصُمْ وأفْطِرْ، صُم ثلاثة أيام من كل شهر فذلك صيام الدهر). فقال له: إني أُطيقُ أكثر من ذلك! فلم يزلْ يُرَاجعهُ في الصيام حتى قال له: (لا صومَ أفضلُ من صوم داود عليه السلام، كان يصومُ يوماً ويُفْطِرُ يوماً)(٣)، فوقف عبد الله عند ذلك وتمادى، ونازل رسولَ الله ﷺ في خَتم القرآن فقال له: (اختِمْه كل شهر)، فقال: إني أُطيق أكثر من ذلك، فلَمْ يَزَلْ يراجعه حتى قال: (لا تقرأهُ في أقلّ من سبعٍ)(٤)، وقيل: أقلّ من خمسٍ، والأكثر على سبعٍ، فوقف عند ذلك. واعتذر رضي الله عنه من شهود صفّين وأقسم أنه لم يَرِم فيها بسَهْم ولا رُمْح وأنه إنّما شهد ذلك لعَزْمَة أبيه عليه، وإنَّ رسول الله ﷺ قال له: (أطِعْ أباك)(٥)! وكان يقول: مالي ولصفّين! مالي ولقتال المسلمين! والله لَوَدِدت أنّي مِتُّ قبل هذا بعشر سنين! وكان يقول: أستغفر الله عزّ وجلّ من ذلك وأتوب إليه، إلاّ أنّه كانت الراية بيده يومئذٍ. وتوفي سنة ثلاثٍ وستين للهجرة، وقيل ثلاث وسبعين وقيل خمس وستين، وقيل سبع وستين، وهو ابن اثنتين وسبعين سنة بمصر، وقيل بأرض فلسطين، وقيل بمكة، وقيل بالطائف.

٦٢٧٥ ـ «ابن السعدي» عبد الله بن عَمْرو، السّعدي العامِري. له صُحبة ورواية. نزل

---

(١) أخرجه أحمد في «المسند» (٢/ ١٦٢ ـ ١٩٢، ٢٠٧ و٢١٥)، وابن عبد البر في «جامع بيان العلم» (٨٩)، والخطيب في «تقييد العلم» (٧٧) وابن عساكر في «تاريخ دمشق» (٢٣١) والحاكم في «المستدرك» (١/ ١٠٥)، والدارمي (١/ ١٢٥)، وأبو داود (٣٦٤٦).

(٢) أخرجه البخاري في «صحيحه» في كتاب العلم، ٣٩ ـ باب كتابة العلم الحديث رقم (١١٣).

(٣) أخرجه أحمد في «المسند» (٢/ ٢٠٠)، والبخاري في «صحيحه» (١٨٧٥) ومسلم في «صحيحه» (١١٥٩)، (١٨١) والنسائي (٤/ ٢٠٩).

(٤) أخرجه البخاري في «صحيحه» في فضائل القرآن (٤٧٦٥) ومسلم في «صحيحه» (١١٥٩/ ١٨٢).

(٥) أخرجه أحمد في «المسند» (٢/ ١٦٤).

٦٢٧٥ ـ «طبقات ابن سعد» (٥/ ٤٥٤) و(٧/ ٤٠٧)، و«مسند أحمد» (٥/ ٢٧٠)، و«التاريخ الكبير» للبخاري (٥/ ٢٧)، و«الجرح والتعديل» للرازي (٥/ ١٨٧) رقم (٨٧٠)، و«الاستيعاب» لابن عبد البر (٢/ ٣٨٤)، و«تهذيب الكمال» للمزي (٢/ ٦٨٨)، و«أسد الغابة» لابن الأثير (٣/ ١٧٥)، و«مرآة الجنان» لليافعي (١/ ١٢٩)، و«تاريخ الإسلام» للذهبي (٤١ ـ ٦٠) ص (٢٥٥)، و«الإصابة» لابن حجر (٢/ ٣١٨) رقم (٤٧١٨)، و«التهذيب» له (٥/ ٢٣٥) رقم (٤٠٨)، و«الشذرات» لابن العماد (١/ ٦١). وتقدم اسمه برقم (٦١٣٩) في هذا الجزء.

سلیس، بامحاورہ، جدید ترجمہ اور حواشی کے ساتھ

آٹھ ہزار صحابہ کرامؓ کا بے مثال انسائیکلوپیڈیا

أسد الغابة

في

معرفة الصحابة

حصہ پنجم

مصنف

عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ

تسہیل، ترتیب و ترجمہ جدید

مولانا مفتی نور الاسلام حقانی
فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا محمد امجد
فاضل وفاق المدارس
فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حافظ قاری اعجاز احمد اعجاز
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مقدمہ

طالب الہاشمی

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

ان کا تذکرہ ابو عمر نے لکھا ہے۔

۳۰۹۰۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی قریشی سہمی۔ کنیت
کی ابو محمد اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ابو عبدالرحمن ہے ان کی والدہ ریطہ بنت منبہ بن حجاج سہمی ہیں اپنے والد سے بارہ
چھوٹے تھے اور اپنے والد سے پہلے اسلام لائے تھے بڑے فاضل و عالم تھے قرآن پڑھا تھا اور کتب سابقہ بھی پڑھی تھیں۔

ہوں نے نبیؐ سے اجازت مانگی تھی کہ میں آپ کی حدیثیں لکھا کروں گا حضرت نے انہیں اجازت دی تھی پھر انہوں نے
کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں جو کچھ آپ سے سنوں لکھ لیا کروں خواہ خوشی کی حالت میں آپ فرمائیں یا ناخوشی کی حالت میں
نے فرمایا ہاں میں جو کچھ کہتا ہوں وہ حق ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے تھے کہ رسول اللہ کی احادیث کا مجھ سے زیادہ
ئی نہ تھا سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے مگر وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔ حضرت عبداللہ کہتے تھے میں نے نبی ﷺ
یث کے ہزار احکام حفظ کر لئے تھے۔ ہمیں اسماعیل بن علی وغیرہ نے اپنی سند سے ابوعیسیٰ (ترمذی) تک خبر دی وہ کہتے تھے
عبید بن اسباط بن محمد قریشی نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے مطرف سے انہوں نے ابو اسحٰق سے انہوں نے
وسے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے میں نے (ایک مرتبہ) عرض کیا کہ یارسول اللہ
للہ علیہ وسلم میں کتنے دنوں میں قرآن ختم کیا کروں حضرت نے فرمایا ایک مہینے میں عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا
حضرت نے فرمایا تو تم بیس دن میں ختم کیا کرو میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا تو
رہ دن میں ختم کیا کرو میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا تو تم دس دن میں ختم کیا
میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو حضرت نے فرمایا پانچ دن میں میں نے عرض کیا کہ میں اس
ی زیادہ طاقت رکھتا ہوں مگر اس سے آگے حضرت نے مجھے اجازت نہ دی۔

مجاہد کہتے تھے (ایک دن) حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس گیا میں نے ان کے بستر کے نیچے سے ایک کتاب اٹھائی تو انہوں
مجھے روکا میں نے کہا کہ آپ مجھ سے کبھی کسی چیز کے دینے سے انکار نہ کرتے تھے (آج یہ کیا بات ہے) تو انہوں نے کہا اس
ب یہ ہے کہ اس صحیفہ میں وہ حدیثیں ہیں جو میں نے بلا واسطہ خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں (اس لئے یہ صحیفہ مجھے جان
زیادہ عزیز ہے) اگر میرے پاس یہ صحیفہ اور کتاب اللہ اور مقام وہط رہ جائے تو مجھے کچھ پروا نہیں چاہیے دنیا کی جو حالت ہو
وہط ان کی ایک زمین کا نام ہے یہ اس میں زراعت کیا کرتے تھے۔ عبداللہ کہا کرتے تھے کہ جو نیکی میں آج کروں وہ مجھے
ت اس کے زیادہ مرغوب ہے کہ اس سے دونی نیکی میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کی ہو اس لئے کہ جب ہم رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو ہم کو صرف آخرت کا غم تھا دنیا کا غم بالکل نہ تھا اور آج دنیا ہماری طرف جھک پڑی ہے یہ عبداللہ اپنے
کے ہمراہ فتح شام میں شریک تھے اور غزوۂ یرموک میں ان کے والد کا جھنڈا انہیں کے ہاتھ میں تھا اپنے والد کے ساتھ جنگ
ین میں شریک تھے اور اس جنگ میں میمنہ لشکر کے سردار یہی تھے ان سے ان کے والد نے کہا کہ اے عبداللہ نکلو اور لڑو انہوں
کہا اے میرے باپ کیا آپ مجھ کو لڑنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ مجھ سے
بارے میں عہد لے چکے ہیں ان کے والد نے کہا اے عبداللہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دلاتا ہوں بتاؤ اخیر میں تم سے رسول اللہ
نے یہ عہد لیا تھا یا نہیں کہ تمہارا ہاتھ پکڑ کے آپ میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اپنے والد کی اطاعت کرو عبداللہ نے کہا ہاں یہ
یا تھا تو ان کے والد نے کہا اچھا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جاؤ اور لڑو پس یہ (مجبور ہو کر) صف سے باہر نکلے اور لڑے اس
ان کے ہاتھ میں دو تلواریں تھیں بعد اس کے یہ بہت نادم ہوئے اور کہتے تھے مجھے صفین سے کیا مطلب تھا میں مسلمانوں
یوں لڑا کاش میں اس سے بیس برس پہلے مر چکا ہوتا بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ اپنے والد کے حکم سے جنگ صفین میں

شریک ہوئے تھے مگر لڑے نہیں ابن ابی ملیکہ نے کہا ہے کہ عبداللہ بن عمرو کہتے تھے آگاہ رہو خدا کی قسم میں نے نہ کوئی نیزہ چلایا نہ تلوار ماری نہ تیر مارا اور مجھ سے زیادہ کوئی شخص اس لڑائی میں محنت کرنے والا نہ سمجھا جاتا تھا۔

حالانکہ میں نے یہ باتیں کچھ بھی نہیں کیں بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس دن جھنڈا انہیں کے ہاتھ میں تھا یہ کہتے تھے کہ میں لوگوں کے ساتھ ایک منزل یا دو منزل تک گیا تھا۔ ہمیں قاسم بن علی بن حسن نے اجازۃً خبر دی وہ کہتے تھے مجھ میرے والد نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوبکر یعنی محمد بن حسین نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوالحسین بن مہتدی نے خبر دی ہمیں خبر دی میرے والد نے انہیں خبر دی وہ ابوالقاسم سمرقندی نے وہ کہتے تھے ہمیں خبر دی وہ ابوالحسین بن نقور نے یہ دونوں کہتے تھے ہمیں ابوالقاسم بن عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں عبداللہ بن محمد نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے داؤد بن رشید نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے بن ہاشم نے اپنے والد سے انہوں نے اسماعیل بن رجاء سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے میں مسجد رسول اللہ ﷺ میں ایک حلقہ اندر بیٹھا تھا جس میں ابوسعید خدری اور عبداللہ بن عمرو بھی تھے اسی حالت میں حضرت حسین بن علی ہماری طرف سے ہو کر نکلے اور انہوں نے سلام کیا لوگوں نے سلام کا جواب دیا مگر عبداللہ چپ رہے یہاں تک کہ جب سب لوگ فارغ ہو گئے تو انہوں نے بلند آواز سے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد اس کے ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ آسمان والوں کے نزدیک روئے زمین پر سب سے زیادہ محبوب کون ہے ہم لوگوں نے کہا ہاں بتائیے تو انہوں نے کہا یہی شخص جو ابھی گیا (یعنی حسین بن علی مگر افسوس) جنگ صفین کے بعد سے انہوں نے مجھ سے ترک کلام کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائیں مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ حضرت ابوسعید نے کہا کہ آپ ان سے معذرت کیوں نہیں کرتے حضرت عبداللہ نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں پس دونوں نے یہ صلاح کی کہ کل صبح ان کے پاس چلیں گے۔

چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ گیا حضرت ابوسعید نے اجازت مانگی حضرت حسین نے ان کو اجازت دے دی پھر انہوں نے حضرت عبداللہ کے لئے اجازت طلب کی اور برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت حسین نے ان کو بھی اجازت دی پس جب وہ بھی اندر گئے تو حضرت ابوسعید نے کہا کہ اے فرزند رسول اللہ کل جب آپ ہماری طرف گئے تو عبداللہ بن عمرو نے بات کہی تھی حضرت حسین نے کہا اے عبداللہ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ میں آسمان والوں کے نزدیک روئے زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہوں حضرت عبداللہ نے کہا ہاں قسم رب کعبہ کی حضرت حسین نے کہا پھر کیوں تم مجھ سے اور میرے والد سے صفین میں لڑے حالانکہ خدا کی قسم میرے والد مجھ سے بہتر تھے حضرت عبداللہ نے کہا ہاں (بے شک میں لڑا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ) عمرو نے رسول اللہؐ سے میری شکایت کی اور کہا یا رسول اللہ عبداللہ رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اے عبداللہ کچھ دیر نماز پڑھو اور کچھ دیر سو رہو کسی دن روزہ رکھو کسی دن نہ رکھو اور عمرو کی اطاعت کیا کرو پس جب صفین کا دن آیا تو عمرو نے مجھے قسم دلائی اس مجبوری میں میں لڑنے کے لئے آیا مگر خدا کی قسم میں نے تلوار میان سے نکالی اور نہ نیزہ چلایا اور نہ تیر مارا حضرت حسین نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ حضرت عبداللہ کی وفات ۶۳ ہجری میں ہوئی اور بعض لوگ کہتے ہیں ۶۵ ہجری میں بمقام مصر اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۶۷ ہجری میں بمقام مکہ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ ۵۵ ہجری میں بمقام طائف اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ۶۸ ہجری میں اور بعض کہتے ہیں ۶۰ ہجری میں اور بعض کہتے ہیں ۷۳

کی عمر بہتر سال کی تھی اور بعض کہتے ہیں بانوے سال کی یہ شک ابن بکیر کو ہو گیا ہے۔ ان کا تذکرہ تینوں نے لکھا ہے۔

حضرت عمر رض اور ابنِ عمر رض و حضرت علی علیہ السلام و ابنِ علی حسنین علھم السلام خلافت کے لیئے نااھل((معاز اللہ))............

امیرِ معاویہ نے بیعت کے وقت اعلانیہ مجمع میں کہا کہ جو میری خلافت پر معترض ہے ہم اس سے اور اسکے والد سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں(معازاللہ)...امام ابنِ حجر عسقلانی شرح میں فرماتے ہیں اس سے مراد یا حضرت عمر رض و ابنِ عمر رض تھے یا پھر علی علیہ السلام و امام حسنین علیہم السلام تھے..... تو گویا امیرِ معاویہ کے نزدیک خلفائے راشدین خلافت کے حقدار نہیں تھے...اور غالب گمان یہی ہے کہ اس سے مراد وہ علی علیہ السلام و حسنین علیہم السلام لے رہے تھے..کیونکہ امیرِ معاویہ نے علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام کی بیعت نہیں کی تھی اور پھر حسین علیہ السلام کی موجودگی میں حکومت یزید کو دیدی تھی...اس سے واضح ہے کہ وہ بنوھاشم کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے تھے..ورنہ ضرور بیعت کرتے ... اس سے بڑی گستاخی کیا ہو سکتی ہے کہ خلفائے حق سے زیادہ خود کو خلافت کا حقدار جانا جائے..گویا جن مہاجرین وانصار و صاحبانِ بیعتِ رضوان نے ان خلفا کے ہاتھ پر بیعت کی انھوں نے ظلم کیا. کہ امیرِ معاویہ کے حق کو چھین کر دوسروں کے حوالہ کر دیا.امیرِ معاویہ کا یہ طعن صرف حضرت عمر رض اور انکی آل و حضرت علی علیہ السلام و انکی آل پر ہی نہیں بلکہ شوریٰ کے نظام پر طعن ہے..کہ وہاں عدل نہیں ہے. اور جتنے اصحاب علی علیہ السلام کیساتھ جنگِ صفین میں شامل تھے اور انکو خلیفہ حق جاتے تھے ان سب پر طعن ہے....

كتاب مناقب الأنصار ـــ كتاب التفسير ❖ أحاديث: 3776 ـــ 4977

صحیح بُخاری (اُردو)

4

تالیف

اِمام ابُوعبداللہ محمّد بن اِسماعیل بُخاری رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظرثانی اور تصحیح وتنقیح

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابُوعبداللہ محمّد عبدالجبار حفظہ اللہ

حافظ محمّد آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا محمّد عثمان مُنیب حفظہ اللہ

مولانا مختار احمد ضیاء حفظہ اللہ

مولانا غلام مُرتضٰی حفظہ اللہ

دارالسلام

DARUSSALAM

عنهما قال: أول يوم شهدته يوم الخندق.

٤١٠٨ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتِ: الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشٰى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ

[4108] حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں حضرت حفصہ بنت عمر ؓ کے پاس گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے کیا کیا ہے؟ مجھے تو حکومت کا کچھ حصہ بھی نہیں ملا۔ حضرت حفصہ ؓ نے فرمایا: لوگوں کے اجتماع میں شرکت کرو۔ وہ تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تمھارے رک جانے سے مزید اختلاف ہو گا۔ آخر کار ان کے اصرار کرنے پر وہ اجتماع میں گئے۔ جب لوگ حضرت معاویہ ؓ کی بیعت کر

النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ.

کے چلے گئے تو امیر معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اس (خلافت کے) موضوع پر جس نے کوئی بات کرنی ہے وہ اپنا سر اٹھائے، یقیناً ہم اس سے اور اس کے باپ سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔

قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ. قَالَ حَبِيبٌ: حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ.

حضرت حبیب بن مسلمہ ؓ نے کہا: اس وقت آپ نے اس بات کا جواب کیوں نہ دیا؟ حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا کہ میں نے تو گرہ کھول کر بات کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ انھیں جواب دوں: خلافت کا تم سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمھارے باپ سے اسلام کی سربلندی کے لیے جنگ لڑی تھی لیکن مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ مبادا میری اس بات سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف بڑھ جائے اور خونریزی ہو جائے اور میری طرف ایسی بات منسوب کر دی جائے جو میں نے نہ کہی ہو، نیز مجھے وہ اجر و ثواب یاد آ گیا جو صبر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنتوں میں تیار کر رکھا ہے۔ حبیب نے کہا: اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور فتنوں سے بچ گئے۔

قَالَ مَحْمُودٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ: وَنَوْسَاتُهَا.

(راویٔ حدیث) محمود نے عبدالرزاق سے [نَسْوَاتُهَا] کے بجائے [نَوْسَاتُهَا] کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

فتح الباري

بشرح صحيح البخاري

للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢هـ)

وعليه تعليقات مهمة

للعلامة الشيخ

عبد الرحمن بن ناصر البراك

اعتنى به

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

طبعة جديدة مصححة ومقابلة على طبعة بولاق الميرية وقد تضمنت لأول مرة:

- بيان إحالات ابن حجر في الكتاب (أكثر من ١٣٠٠٠ موضع).
- توثيق النصوص من أهم موارد ابن حجر (قرابة ٤٤ مرجعًا).
- ذكر أرقام أطراف كل حديث في السابق له واللاحق عليه.
- بيان مواضع تراجعات الحافظ ابن حجر.
- الإشارة إلى مواضع معلقات البخاري في تغليق التعليق.

{ مع الاحتفاظ بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي للكتب والأبواب والأحاديث والإحالة بالهامش الجانبي إلى مواضع الكلام بالطبعة السلفية }

المجلد التاسع

الأحاديث: ٣٩٤٩ – ٤٥٥٣

الكتب: المغازي - التفسير

دار طيبة

٧/٤٠٤ الخبر الآخر «كلما نجم قرن» أي طلع قرن، ويحتمل أن يكون المعنى/ فليبد لنا صفحة وجهه، والقرن من شأنه أن يكون في الوجه، والمعنى فليظهر لنا نفسه ولا يخفيها، قيل: أراد عليًا وعرَّض بالحسن والحسين. وقيل: أراد عمر وعرض بابنه عبد الله. وفيه بعد؛ لأن معاوية كان يبالغ في تعظيم عمر، ووقع في رواية حبيب بن أبي ثابت أيضًا: قال ابن عمر: ما حدثت نفسي بالدنيا قبل يومئذ، أردت أن أقول له: يطمع فيه من ضربك وأباك على الإسلام حتى أدخلكما فيه، فذكرت الجنة فأعرضت عنه. ومن هنا يظهر مناسبة إدخال هذه القصة في غزوة الخندق؛ لأن أبا سفيان كان قائد الأحزاب يومئذ.

قوله: (قال حبيب بن مسلمة) أي ابن مالك الفهري، صحابي صغير، ولأبيه صحبة، وكان قد سكن الشام وأرسله معاوية في عسكر لنصر عثمان فقُتل عثمان قبل أن يصل، فرجع فكان مع معاوية وولاه غزوة الروم، فكان يقال له حبيب الروم لكثرة دخوله عليهم ومات في خلافة معاوية.

قوله: (فهلا أجبته) أي هلا أجبت معاوية عن تلك المقالة، فأعلمه ابن عمر بالذي منعه عن ذلك قال: حللت حبوتي... إلخ، ووقع في رواية عبد الرزاق عند قوله: «فَلَنحن أحق به منه ومن أبيه» يعرض بابن عمر فعرف بهذه الزيادة مناسبة قول حبيب بن مسلمة لابن عمر: «هلا أجبته»، والحبوة بضم المهملة وسكون الموحدة ثوب يلقى على الظهر ويربط طرفاه على الساقين بعد ضمهما.

قوله: (من قاتلك وأباك على الإسلام) يعني يوم أحد ويوم الخندق، ويدخل في هذه المقاتلة علي وجميع من شهدها من المهاجرين، ومنهم عبد الله بن عمر، ومن هنا تظهر مناسبة إدخال هذه القصة في غزوة الخندق؛ لأن أبا سفيان والد معاوية كان رأس الأحزاب يومئذ. ووقع في رواية حبيب بن أبي ثابت أيضًا «قال ابن عمر: فما حدثت نفسي بالدنيا قبل يومئذ، أردت أن أقول له يطمع فيه من قاتلك وأباك على الإسلام حتى أدخلكما فيه. فذكرت الجنة فأعرضت عنه»، وكان رأي معاوية في الخلافة تقديم الفاضل في القوة والرأي والمعرفة على الفاضل في السبق إلى الإسلام والدين والعبادة، فلهذا أطلق أنه أحق، ورأي ابن عمر بخلاف ذلك، وأنه لا يبايع المفضول إلا إذا خشي الفتنة، ولهذا بايع بعد ذلك معاوية ثم ابنه يزيد ونهى بنيه عن نقض بيعته كما سيأتي في الفتن[1]، وبايع بعد ذلك لعبد الملك بن مروان.

---

(١) (١٦/ ٥٣٠)، كتاب الفتن، باب٢٠، ح٧١٠٩.

حضرت حجر بن عدی...... الاصابہ و اسد الغابہ میں انہیں صحابی تسلیم کیا گیا ہے اور جو انکو صحابی نہیں مانتے ابنِ حجر فرماتے ہیں انہیں شبھہ ہوا ہے..لیکن ایک بات تو مشترک ہے کہ تقی عثمانی صاحب نے اپنی کتاب میں اسکا اقرار کیا کہ اگرچہ انکی صحابیت میں اختلاف کیا گیا ہے کہ لیکن انکی عبادت کی شہرت اصحاب میں بھی تھی.اور قرآن کہتا ہے.تم میں سے اللہ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو صاحبِ تقویٰ ہے(قرآن).. امیرِ معاویہ نے جب انکی شہادت کا حکم دیا تو جنابِ حجر بن عدی رض نے فرمایا کہ میرے جسم سے لوہا و خون جدا نہ کرنا میں اسی حالت میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونگا اور معاویہ کے بارے میں مقدمہ کرونگا((مصنف ابنِ ابی شیبہ صحیح السند))..گویا حضرت حجر بن عدی رض فرما رہے تھے کہ میری شہادت مظلومانہ ہے اور بے گناہ ہونے کے باوجود میرے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جا رہا ہے..اب یقیناً اللہ اس مظلوم عبادتگزار صحابی کا فیصلہ عدل سے فرمائے گا....لیکن آخر امیرِ معاویہ نے انکو شہید کیوں کیا..تو اسکا مطالعہ ہم علامہ تقی عثمانی صاحب کی کتاب سے کرتے ہیں جو انھوں نے علامہ مودودی صاحب کی کتاب خلافت و ملوکیت کا جواب لکھا ہے.

علامہ تقی عثمانی نے اس میں ثابت کرنے کی مکمل کوشش کی ہے کہ حضرت حجر بن عدی واجب القتل تھے اسی لیئے امیرِ معاویہ نے انہیں قتل کروایا.... اور اپنی اس کتاب میں زیاد کا وہ خط امیرِ معاویہ کے نام لکھتے ہیں جس پر کئی لوگوں نے گوائیاں دیں اور اسی کی بنیاد پر امیرِ معاویہ نے قتل کا حکم صادر فرمایا...... ان گوائیوں میں کیا باتیں لکھی ہیں....

1....خلیفہ کو کھلم کھلا برا کہا ہے.اور اسکیخلاف جنگ کی دعوت دی ہے... اب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہ جرم انسان کو شریعت میں واجب القتل قرار دیتا ہے..اگر جواب نفی میں ہے تو امیرِ معاویہ نے ارتکابِ قتل کر کے گناہِ کبیرہ کیا.اور اگر جواب مثبت ہے کہ ہاں ان باتوں سے انسان واجب القتل قرار پاتا ہے تو پھر دلائل وہ دینگے ہم صرف یہ درخواست کرینگے کہ آپ اپنے دعویٰ و دلیل پر قائم رہیئے گا..... کیونکہ جہاں تک خلیفہ کو برا بھلا کہنے کا تعلق ہے تو وہ تو امیرِ معاویہ کا ہی گورنر علی علیہ السلام کو برا بھلا کہتا تھا..((مسند امام احمد بن حنبل)) اور دوسرا گورنر مروان بن حکم اھلبیت پر (معاذاللہ) لعنت کرتا تھا..تو جب خود امیرِ معاویہ کے گورنر اھلبیت کی توھین کرتے تھے اور پھر بھی حکومت کرنے کے اھل قرار پائے اور امیرِ معاویہ سے خاص قرب کو حاصل کر لیا.پھر وہی کام اگر کوئی دوسرا صحابی امیرِ معاویہ کیلیئے انجام دے تو وہ واجب القتل کیوں ہوا....گویا شریعت نے دو احکامات دیئے ہیں کہ اھلبیت کو برا بھلا کہنا جائز ہے اور قابلِ تحسین ہے لیکن امیرِ معاویہ کی حکومت.کو برا بھلا کہنا واجب القتل قرار دیگا.....اور جہاں تک حکومت کیخلاف جنگ پر آمادگی کا تعلق ہے تو حضرت حجر بن عدی کی تو آمادگی تھی لیکن امیرِ معاویہ تو خود ایک بڑی جنگ خلیف وقت و خلیفہ راشد کیخلاف کر.چکے تھے.تو اسوقت امیرِ معاویہ خود واجب القتل قرار پائے..اور شریعت جس فعل کیلیئے قتل.کی سزا متعین کرے وہ اجتہادی خطا نہیں ہوتا بلکہ گناہِ کبیرہ ہوتا ہے........

2......انکا عقیدہ ہے کہ خلافت کا آلِ ابی طالب کے علاوہ کوئی حقدار نہیں... تو کیا اس نظریہ کی شریعت میں سزا قتل ہے..اگر ایسا ہے تو ثابت کیا جائے اور جب ثابت ہو جائے تو اس پر.قائم رہا جائے.... کیونکہ امیرِ معاویہ بھی خود کو دوسروں ((حضرت عمر رض و امام علی علیہ السلام)) سے زیادہ حکومت کا.اھل سمجھتے تھے.(بخاری).....اور پھر اس حکومت کو اپنی ہی نسل کے سپرد کر گئے..لہٰذا ایسا نظریہ رکھنا انسان کو اگر واجب القتل قرار دیتا ہے تو پھر امیرِ معاویہ بھی واجب القتل قرار پائے... اور شریعت میں قتل کی سزا گناہِ کبیرہ پر ہوتی ہے اجتہادی خطا پر نہیں..

3....انھوں نے حاکم کے گورنر کو باھر نکال دیا....اگر یہ فعل شریعت میں انسان کو واجب القتل قرار دیتا ہے تو امیرِ معاویہ خود واجب القتل قرار پائے کیونکہ شام پر علی علیہ السلام نے جن کو گورنر بنا کر بھیجا تھا وہاں انھیں تسلیم نہ کر کے واپس بھیجدیا گیا......

4.....وہ ابوتراب کو معذور سمجھتے ہیں اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں....معذور سمجھنا یعنی قتلِ عثمان سے بری یا قصاص نہ لینے میں حق پر سمجھتے ہیں.... کیا شریعت میں یہ نظریہ رکھنا انسان کو واجب القتل قرار دیتا ہے..اگر ایسا ہے تو پھر خود معاذ اللہ اھلبیت اور اصحابِ صفین میں ھامیانِ اھلبیت اصحاب النبی(ص) اور پھر امتِ مسلمہ کا اجماع کہ علی علیہ السلام حق پر تھے...تو گویا یہ تمام بھی واجب القتل قرار پائے... ..اور جہاں تک رحمت بھیجنے کا تعلق ہے تو وہ تو درود میں اللہ نے ان پر آلِ محمد

کہہ کر رحمت کا تزکرہ کیا ہے اب اللہ پر حکم لگائیں ...اور یہی وجہ کہ علی علیہ السلام پر رحمت بھیجنے کو ایک گناہ تصور کیا گیا اور اسکی شکایت امیرِ معاویہ کو کی گئی...کم از کم زیاد جس نے خط کو بھیجا وہ تو اس بات کا معتقد تھا کہ امیرِ معاویہ علی علیہ السلام پر رحمت بھیجنے کو پسند نہیں کرتا اسی لیئے تو اسکی شکایت کی گئی...اب معلوم ہوا کہ صاحبِ سبل السلام نے درود میں آلِ محمد حذف کرنے کے متعلق تحریر فرمایا.کہ بنی امیہ کے دور میں تقیتاً یعنی جان کی حفاظت کیلیئے درود میں آلِ محمد کا نام نہیں لیا جاتا تھا..اور بعد میں یہ دستور بن گیا..اور آج بھی مسلمان دیکھ لے کہ امت نے نبی(ص) کے تعلیم.کروده درود میں چوری کی ہے اور آلِ محمد نہیں کہا جاتا ...تف ہے ایسی سوچ پر جو نبی(ص) کے تعلیم کردو درود میں اسلیئے چوری کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام سے بغض ہے..اور دوسروں کو بھی اسکا خوف دلاتے ہیں کہ وہ درود سے آلِ محمد کا نام نکالدیں... اور زیاد کے خط کے اس حصہ سے عیاں ہوتا ہے کہ اسوقت یہ بغض ظاہر ہو چکا تھا اسکا ایک ثبوت آگے پیش کیا جائیگا انشاءاللہ........

5...ان کے دشمن اور جنگ کرنیوالوں سے برات کرتے ہیں...علی علیہ السلام کے دشمن سے برات کا حکم تو رسول اللہ(ص) نے دیا ہے جب فرمایا کہ اے علی تجھ سے منافق بغض رکھے گا((مسلم شریف))... اور جنگ کرنیوالوں سے برات تو اسکا مرتکب امیرِ معاویہ بھی قرار پایا اور ظاہر ہے جس سے جنگ ہوتی ہے اس سے انسان بیزار ہی ہوتا ہے ورنہ عقیدتمند ہو کر کسی محبوب کیخلاف تو جنگ محال ہے..........

المختصر.... اس خط میں جو کچھ مرقوم ہے اس سے اگر حجر بن عدی واجب القتل قرار پاتے ہیں تو امیرِ معاویہ ان سے بڑھکر واجب القتل قرار پاتے ہیں........

اب یہاں زکر کیا جاتا ہے کہ امیرِ معاویہ نے حضرت حجر بن عدی کے قتل کیوجہ کیا قرار دی..اس روایت کو صحیح و ضعیف تاریخِ طبری کے محقق طاھر برزنجی نے صحیح قرار دیا ہے..جب بی بی عائشہ رض نے امیرِ معاویہ سے پوچھا کہ حضرت حجر بن عدی کو شہید کیوں کیا تو امیرِ معاویہ نے جواباً کہا کہ قوم کی اصلاح کیلیئے کیونکہ حجر بن عدی رض سے فساد پیدا ہو رہا تھا((طبری)).....یعنی امیرِ معاویہ کے نزدیک ایک صحابی فسادی و واجب القتل ہو سکتا ہے...پھر آج اگر کوئی امیرِ معاویہ کو ہی فسادی کہہ دے تو اسے گستاخِ صحابہ کیوں قرار دیا جاتا ہے...کیونکہ اگر یہ گستاخی ہے تو اسکے پہلے مرتکب تو امیرِ معاویہ قرار پائے.........

طاھر برزنجی.....انھوں تاریخِ طبری کی تحقیق میں حاشیہ پر امیرِ معاویہ کے تحفظ میں مفصل گفتگو کی ہے..وہ عنوان قائم کرتے ہیں امیرِ معاویہ کے عہد میں حجر بن عدی رض کا مقتل....اب وہ اس قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور اس بات کے دلائل بھی زکر کرتے ہیں....وہ لکھتے ہیں..

1......جس طرح شریعت نے علی علیہ السلام کوباغیوں کیساتھ قتال جائز قرار دیا تھا اسی طرح شریعت نے امیرِ معاویہ کو اجازت دی تھی کیونکہ اب وہ امیر تھے..اور اس حرص میں انھوں نے ایسا کیا کہ فرمان ہے اگر کوئی

تمھاری اجتماعیت کو توڑنا چاھتا ہو تو اسے قتل.کر دو...........یعنی اس بیان سے طاھر برزنجی صاحب نے یہ تو قبول کر لیا کہ امیرِمعاویہ باغی تھے. جہاں تک تعلق ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ علی علیہ السلام کے اختیارات امیرِ معاویہ کو حاصل ہو چکے تھے.تو یہ بھی یاد رہے اسکا مطلب یہ ہو گا کہ علی علیہ السلام کے دورِ خلافت میں امیرِ معاویہ کی حیثیت حجر بن عدی کی تھی...لہذا امیرِ معاویہ نے تو حجر بن عدی رض کے فعل.کو اجتہادی خطا قرار نہیں دیا.بلکہ اسے فساد و واجب القتل امر انجام.دیا... تو اسی اصول کیمطابق امیرِ معاویہ علی علیہ السلام کے دورِ حکومت میں فسادی و واجب القتل قرار پائے.......عجیب منطق ہے کہ امیرِ معاویہ کے خلاف حجر بن عدی رض کے خروج کو طاھر برزنجی صاحب بغاوت و حدودِ شریعت سے تجاوز قرار دیتے ہیں...اور وہی کام جب امیرِ معاویہ علی علیہ السلام کے مقابلے میں کریں کہ جسمیں ہزاروں جانوں کا ضیاع بھی ہوا ہو اور مسلمانوں میں عظیم تفریق بھی پڑی ہوئی. تو اس فعل.کو طاھر برزنجی صاحب اجتہادی خطا اکہرے ثواب کا مستحق قرار دیں...یعنی دو شریعتیں ہیں ایک صحابی حجر بن عدی کیلیئے اور دوسری صحابی امیرِ معاویہ کیلیئے.. کیا یہ خیانتِ مجرمانہ و بغضِ اھلبیت کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے.......

بقول بعض دخیل کا نام ہے۔ ان کا تذکرہ ذال میں ہوگا۔

۱۶۳۱ حُجر ابن عدی [1]

بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی، المعروف حجر بن ادبر، حجر الخیر، ابن سعد [5] اور مصعب زبیری نے حاکم کی ان سے روایت کو ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کا بھائی ہانی بن عدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور حجر بن عدی جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ جمل وصفین میں شریک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور وہ آپ کے مددگاروں میں سے تھے۔ تقدیر کا نوشتہ دیکھیں جس علاقہ مرج عذراء کو انہوں نے فتح کیا تھا وہیں حجر امیر معاویہ کے حکم سے قتل ہوئے۔ اس سب کا ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان نے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن وغیرہ ابراہیم بن اشتر کے طرق سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ مقام ربذہ میں وہ اور حجر بن ادبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر حاضر تھے۔ البتہ امام بخاری، ابن ابی حاتم [2] بحوالہ اپنے والد، خلیفہ بن خیاط اور ابن حبان [3] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن سعد [4] نے کوفہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو شاید یہ ان کے گمان میں دوسرے شخص ہیں یا ان سے چوک ہوگئی ہے۔

ابن قانع نے ان کے سوانح میں شعیب بن حرب کے طریق سے بحوالہ شعبہ، ابوبکر بن حفص سے انہوں نے صحابی رسول حجر بن عدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ایک گروہ ایسا ہوگا کہ شراب کا نام بدل کر اسے پیئے گا''۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن سیرین کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: ایک دفعہ زیاد نے خطبہ لمبا کر دیا تو حجر نے اس سے کہا: نماز کا وقت نکل رہا ہے۔ لیکن اس نے خطبہ جاری رکھا۔ جس پر حجر اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے اسے کنکریاں ماریں۔ زیاد منبر سے اتر آیا اور امیر معاویہ کو لکھا آپ نے لکھا کہ اسے میری طرف بھیج دیا جائے۔ جب وہ ان کے سامنے ہوئے تو یوں گویا ہوئے: ''السلام علیک امیر المومنین!'' انہوں نے فرمایا: کیا میں امیر المومنین ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر ان کے قتل کیے جانے کا حکم دے دیا۔ تو حجر فرمانے لگے: نہ مجھ سے لوہا دور کرنا اور نہ خون دھونا، اس لئے کہ میں (قیامت میں) راستے کے درمیان معاویہ سے ملوں گا اور مقدمہ (بدرگاہ الٰہی) پیش کروں گا۔

---

[1] اسد الغابۃ (۱۰۹۳) الاستیعاب (۵۰۵) [2] الطبقات (۱۵۶/۶) [3] الجرح والتعدیل (۲۶۶/۳)
[4] الثقات (۱۷۶/۴) [5] الطبقات الکبریٰ (۱۵۱/۶)

رویانی، طبرانی اور حاکم ابواسحاق کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حجر بن عدی کو کہتے دیکھا: سنو! میں اپنی بیعت پہ قائم ہوں نہ اسے توڑوں گا اور نہ اسے توڑنے کا مطالبہ کروں گا۔ ابن ابی الدنیا، حاکم اور عمر بن شبہ ابن عوف کے طریق سے بحوالہ نافع روایت کرتے ہیں کہ جب حجر بن عدی کو حکومت کے بندے لے گئے بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کی پوچھ گچھ کرتے رہتے تھے۔ وہ بازار میں احتباء باندھے بیٹھے تھے کہ ان کے قتل کیے جانے کی خبر ملی۔ انہوں نے احتباء (پٹکا) کھولا اور روتے ہوئے واپس ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابوالاسود کے حوالہ سے نقل کیا ہے فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بارے میں ڈانٹ پلائی۔ اور فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ''میرے بعد ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے ناراض ہوں گے''۔ [1] اس کی سند میں انقطاع ہے۔ ابراہیم بن جنید نے کتاب الاولیاء میں منقطع سند سے روایت کیا ہے: کہ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو غسل واجب کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے داروغہ سے کہا ہمیں غسل کے لیے پانی دے دو، کل کچھ نہ دینا، وہ کہنے لگا: مجھے ڈر ہے کہ تم پیاس سے نہ مر جاؤ اور معاویہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پانی کا بھرا بادل گھر آیا جس سے انہوں نے اپنی ضرورت کا پانی جمع کر لیا۔ ان کے ساتھی کہنے لگے: اللہ تعالیٰ سے رہائی کی دعا کریں۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ! ہمارے تو جو پسند فرمائے! فرماتے ہیں: پھر وہ اور ان کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ خلیفہ، ابوعبید اور کئی لوگوں کا کہنا ہے وہ اکاون (۵۱ھ) میں قتل ہوئے۔ جبکہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد کا قول ہے: کہ وہ ترپن (۵۳ھ) میں قتل ہوئے۔ بقول ابن کلبی: حجر بن عدی کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن تھے جو مختار کے ساتھ اس وقت قتل ہوئے جب مصعب کا اس پر غلبہ ہوا، ان کا چچازاد بھائی معاذ بن ہانی بن عدی شام بھاگ گئے۔ جبکہ ان کا چچازاد بھائی ہانی بن جعد بن عدی کوفہ کا معزز شخص تھا۔

۱۶۳۲ حجر بن نعمان [1]

۱۰۹۳۔حضرت حجرؓ بن عدی

حضرت حجرؓ بن عدی بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع معاویہ بن کندہ کندی۔ یہ حجر الخیر کے نام سے مشہور ہیں۔ بیٹے ہیں ادبر کے ان کے والد عدی کو ادبر اس سبب سے کہتے ہیں ک ایک مرتبہ بھاگے جا رہے تھے ان کے سر میں کسی نے نیزہ مار دیا تھا اسی وجہ سے ان کو لوگ ادبر کہنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور میں یہ اور ان کے بھائی ہانی حاضر ہوئے تھے اور جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ فضلائے صحابہ میں تھے۔ جنگ صفین قبیلہ کندہ کے سپہ سالار تھے اور نہروان میں لشکر کے میسرہ پر تھے اور جنگ جمل میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھے مشاہیر صحابہ ہیں۔ جب زیاد عراق کا حاکم ہوا اور اس نے سختی اور بدچلنی شروع کی تو حجر نے اس کی بیعت واپس کر دی اور حضرت معاو بیعت انہوں نے واپس نہ کی تھی۔ شیعان[1] علی کی ایک جماعت ان کی پیرو ہو گئی ایک دن تاخیر نماز کی بابت انہوں نے ان کے اصحاب نے زیاد پر طعن وتشنیع کی تو زیاد نے ان کی شکایت حضرت معاویہ کو لکھ بھیجی حضرت معاویہ نے لکھا کہ ان کو م کے اصحاب کے میرے پاس بھیج دو۔

چنانچہ زیاد نے سب لوگوں کو وائل بن حجر حضرمی کے ساتھ بھیج دیا ان کے ساتھ بڑی جماعت تھی جب یہ مقام مرج عذر پہنچے تو انہوں نے کہا کہ میں پہلا مسلمان ہوں جو اس مقام میں تکبیر کہتا ہوں پھر یہ اور ان کے اصحاب عذرا نامی قریہ میں جو دمشق پاس ہے اترے حضرت معاویہ نے ان سب کے قتل کا حکم دیا مگر حضرت معاویہ کے اصحاب نے بعض لوگوں کی سفارش کی دیے گئے اور حجر اور ان کے ساتھ چھ آدمی قتل کر دیے گئے اور چھ آدمی چھوڑ دیے گئے جب لوگوں نے ان کے قتل کا ارادہ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے کہا کہ اگر تم میری طرف کسی ایسی بات کا گمان نہ کرتے جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی بز تو بے شک میں ان دونوں رکعتوں کو طول دیتا بعد اس کے انہوں نے کہا کہ میرے ہتھیار نہ اتارنا اور میرے خون کو نہ دھ (قیامت کے دن) معاویہ سے اسی حال میں ملوں گا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حجر کے ساتھ زیاد کی اس بدسلوکی کی تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حضرت معاویہ کے پاس بھیجا کہ خدا کے لئے حجر اور ان کے اصحاب کی بے حرمتی مگر عبدالرحمٰن ایسے وقت میں پہنچے کہ وہ قتل ہو چکے تھے۔

تو عبدالرحمٰن نے حضرت معاویہ سے کہا کہ ابوسفیان تو حجر اور ان کے اصحاب کے ساتھ بہت بردباری کیا کرتے تھے میں کیوں نہ ہوئی تم نے ان کو قید کیوں نہ کر دیا یا کسی وبائی مقام میں کیوں نہ بھیج دیا حضرت معاویہ نے کہا اس وقت میری تمہارے ایسے (نیک مشورہ دینے والے) لوگ نہ تھے عبدالرحمٰن نے کہا خدا کی قسم اب اہل عرب نہ تم کو حلیم سمجھیں گے اور نہ عقل تم نے ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جو مسلمان تھے اور تمہارے پاس قید کر کے بھیجے گئے تھے حضرت معاویہ نے کہا میں کیا کرتا مجھے ان کے بہت سخت حالات لکھے تھے اور لکھا تھا کہ یہ لوگ ایسا رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں جو پھر بند نہ ہو سکے گا۔ جب حضرت مدینہ میں آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے حضرت عائشہ نے سب سے پہلے حجر کے قتل کے متعلق ان گفتگو کی حضرت معاویہ نے کہا کہ میرا اور حجر کا معاملہ چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ ہم دونوں اپنے پروردگار کے یہاں ملیں۔

[1] شیعان علی سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ رہتے تھے فرقہ روافض۔

حضرت ابن عمر بازار میں تھے جب ان کو حجر کی وفات کی خبر ملی تو ان سے صبر نہ ہو سکا اٹھ کھڑے ہوئے اور رونے کی آواز ان بلند ہو گئی۔ محمد بن سیرین سے قتل کے دو رکعت نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھا گیا انہوں نے کہا ان دونوں رکعتوں کو حجر اور خبیب نے ہے اور یہ دونوں بڑے فاضل تھے۔ حسن (بصری) حجر اور ان کے اصحاب کے قتل کو بڑا حادثہ سمجھتے تھے۔

ربیع بن زیاد حارثی کو جو حضرت معاویہ کی طرف سے خراسان کے حاکم تھے حجر کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ ربیع کے لئے اگر تیرے پاس بھلائی ہو تو اسے اپنی طرف اٹھا لے اور جلدی کر چنانچہ وہ اس مقام سے ہٹنے نہیں پائے کہ ان وفات ہو گئی۔ حجر کا وظیفہ دو ہزار پانچ سو تھا ان کا قتل ۵۱ ہجری میں ہوا ان کی قبر مقام عذرا میں مشہور ہے۔ مستجاب الدعوت تھے۔ تذکرہ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے لکھا ہے۔

المصنف لابن أبي شيبة

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي
المولود سنة ١٥٩ هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم معالي الشيخ
ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

تحقيق
أ. د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

المجلد السادس

تتمة كتاب الصيام ، كتاب الزكاة ، كتاب الجنائز

(٩٥٤١ - ١١٦٤١)

دار كنوز إشبيليا
للنشر والتوزيع

[٣٠] [1] في الرجل يقتل أو يستشهد يدفن كما هو أو يغسل

١١٣١٤- **حدثنا** علي بن مسهر عن الشيباني عن (المثنى)[2] (بن)[3] بلال (العبدي)[4] قال: حدثنا أشياخنا الذين كانوا شهدوا زيد بن صوحان حين أصيب يوم الجمل قال: شدوا علي ثيابي ولا تغسلوا عني دماً (ولا تراباً)[5] فإني رجل مخاصم[6].

١١٣١٥- **حدثنا** أبو أسامة عن هشام عن ابن سيرين قال: كان إذا سئل عن غسل الشهيد حدث بحديث حجر بن عدي قال: قال حجر بن عدي لمن (حضره)[7] من أهل بيته: لا تغسلوا عني دماً ولا تطلقوا عني (حديداً)[8] وادفنوني في ثيابي فإني ألتقي أنا ومعاوية على الجادة غدا[9].

١١٣١٦- **حدثنا** شريك عن أبي إسحاق أن رجلاً من أصحاب عبد الله قتله العدو (و)[10] قد دفناه في ثيابه.

---

(١) هذا بداية الجزء الثالث من نسخة (ز) وأوله (بسم الله الرحمن الرحيم وهو حسبي).

(٢) في [ص]: (المسى).

(٣) في [أ، هـ]: (عن).

(٤) في [ز]: (العبيدي).

(٥) سقط من: [أ، ب، هـ].

(٦) مجهول؛ لجهالة المثنى بن بلال.

(٧) في [ص]: (حضر).

(٨) في [أ]: (حريراً).

(٩) صحيح، أخرجه الحاكم (٣/٥٣٣) وعبد الرزاق (٦٦٣٩) وابن عساكر (١٢/٢٢٥) وأحمد في مسائل صالح (٢/٣٣١) وابن جرير في التاريخ (٢/٢٢٠).

(١٠) سقطة من [أ، ب] و[ز].

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

یہ کہہ کر زیاد نے انہیں قید خانہ بھیج دیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "اگر مجھے امانت کا خیال نہ ہوتا تو یہ شخص جان بچا کر یہاں سے نہ جا سکتا۔"

اس طرح حجر بن عدیؓ تو گرفتار ہو گئے' لیکن ان کے دوسرے ساتھی جو اصل فتنے کا سبب تھے' بدستور روپوش رہے۔ اس کے بعد زیاد نے کوفہ کے چار سرداروں حضرت عمرو بن حریثؓ' حضرت خالد بن عرفطہؓ' حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰؓ اور قیس بن الولید کو جمع کر کے ان سے کہا :

اشھدوا علی حجر بما رایتم منہ

"حجرؓ کے بارے میں تم نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی گواہی دو"

ان چاروں حضرات نے جو گواہی دی' اس کے الفاظ طبریؒ نے اس طرح نقل کئے ہیں

"حجرؓ نے اپنے[1] گرد بہت سے جتھے جمع کر لئے ہیں اور خلیفہ کو کھلم کھلا برا بھلا کہا ہے اور امیر المومنین کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دی ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خلافت کا آل ابی طالب کے علاوہ کوئی مستحق نہیں' انہوں نے ہنگامہ بپا کر کے امیر المومنین کے گورنر کو نکال باہر کیا اور یہ ابو ترابؓ (حضرت علیؓ) کو معذور سمجھتے اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں اور ان کے دشمن اور ان سے جنگ کرنے والوں سے براءت کا اظہار کرتے ہیں' اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ ان کے ساتھیوں کے سرگروہ ہیں' اور ان ہی جیسی رائے رکھتے ہیں۔"

پھر زیاد نے چاہا کہ ان چار حضرات کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس گواہی میں شریک ہوں' چنانچہ اس نے ان حضرات کی گواہی لکھ کر لوگوں کو جمع کیا' ان کو یہ گواہی پڑھ کر سنائی اور لوگوں کو دعوت دی کہ جو لوگ اس گواہی میں شریک ہونا چاہیں وہ اپنا نام لکھوا دیں' چنانچہ لوگوں نے نام لکھوانے شروع کئے' یہاں تک کہ ستر افراد نے اپنے نام لکھوائے لیکن

---

[1] ان حجراً جمع الیہ الجموع واظھر شتم الخلیفۃ ودعا الی حرب امیر المومنین وزعم ان ھذا الامر لا یصلح الا فی آل ابی طالب و وثب بالمصر واخرج عامل امیر المومنین و اظھر عذر ابی تراب والترحم علیہ والبراءۃ من عدوہ واھل حربہ وان ھولاء النفر الذین معہ ھم رئوس اصحابہ وعلی مثل رایہ وامرہ۔

صحيح

تاريخ الطبري

الخلافة في عهد الأمويين

للإمام أبي جعفر بن جرير الطبري

(٢٢٤ - ٣١٠ هـ)

حققه وخرج رواياته وعلق عليه

محمد بن طاهر البرزنجي

بإشراف ومراجعة المحقق

محمد صبحي حسن حلاق

راجع فصولاً منه وأبدى ملاحظاته كل من

أ.د أكرم ضياء العمري و أ.د عماد الدين خليل

المجلد الرابع

دار ابن كثير

دمشق - بيروت

= أن قال: شد خناق الروم (البداية والنهاية ٨/ ١٣٦).
٨ ـ مقتل حجر بن عدي رضي الله عنه في عهد سيدنا معاوية.
ولعل البعض من أهل الأهواء والبدع يطعنون في حكم سيدنا معاوية وعدله ويقولون: إنه رضي الله عنه قتل حجراً وأصحابه وليس له ذلك.
قلنا: إذا كان جمهور أهل السنة والجماعة يرون اجتهاد الإمام علي في قتال معاوية لأنه خرج عليه اجتهاداً صائباً، فبالطريقة نفسها وبالمكيال نفسه نقول: إن الروايات التاريخية صحيحها وضعيفها تبين أن حجراً قد أعلن العصيان والخروج على ولي الأمر الذي أجمعت الأمة قاطبة على بيعته كما قال ابن حزم رحمه الله:
ثم سلَّم الحسن الأمر إلى معاوية وفي بقايا الصحابة من هو أفضل منه بلا خلاف ممن أنفق قبل الفتح وقاتل فكلهم أولهم عن آخرهم بايع معاوية ورأى إمامته) [الفصل (٥/ ٦)].
قلنا: والشريعة التي أجازت للإمام علي أن يقاتل من بغىٰ وخرج عليه كذلك تجيز لمعاوية أن يقاتل من خرج عليه، وحرَّض الناس على العصيان المسلح مصداقاً لقوله ﷺ: «من أتاكم وأمركم جميعاً على رجل واحدٍ يريد أن يشق عصاكم أو يفرّق جماعتكم فاقتلوه» [صحيح مسلم مع شرح النووي (٢/ ٢٤٢)].
علماً بأن سيدنا معاوية اشتهر بالحلم والصفح وهذا يعني أن حجراً قد جاوز الحد وبلغ مبلغاً غير مأمون على وحدة الأمة فرأى معاوية في قتله ضماناً لوحدة الأمة كما أخرج الحافظ ابن عساكر في تاريخ دمشق من طريق الإمام أحمد بن حنبل عن عفان بن مسلم عن ابن علية عن أيوب بن كيسان عن عبد الله بن أبي مليكة قال: «لما قدم معاوية دخل على عائشة فقالت: أقتلت حجراً؟ قال: يا أم المؤمنين إني وجدت قتل رجل في صلاح الناس خيرٌ من استحيائه في فسادهم» وهذا إسناد صحيح والله أعلم.
وأخيراً فإن سيدنا معاوية رضي الله عنه خليفة من الخلفاء الاثني عشر الذين أخبر عنهم ﷺ لاعتبارات كثيرة.
منها: كون الأمة قد أجمعت على بيعته فسُمّي ذلك العام عام الجماعة، ومعلوم أن إحدى روايات حديث الخلفاء الاثني عشر بلفظ: «لا يزال هذا الدين قائماً حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم تجتمع عليه الأمة» كما في سنن أبي داود.
قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى: ويجوز تسمية من بعد الخلفاء الراشدين خلفاء وإن كانوا ملوكاً ولم يكونوا خلفاء الأنبياء، بدليل ما رواه البخاري ومسلم في صحيحيهما عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: «كانت بنو إسرائيل يسوسهم الأنبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وإنه لا يكون نبي بعدي وستكون خلفاء فتكثر» قالوا: فما تأمرنا؟ قال: «فُوا ببيعة الأول فالأول...» الحديث. =

درود میں آل.کا لفظ جان کے خوف سے حذف کیا گیا..یہ خوف اموی حکومت سے تھا....



٢ ـ كتاب الصلاة ٧ ـ باب صفة الصلاة ٢٩٩ ـ حديث أبي مسعود

بعضها ، وندب بعضها ؛ فلا دليل له على ذلك .

وأما استدلال المهدي في «البحر» على أن الصلاة على الآل سنة بالقياس على الأذان ، فإنهم لم يذكروا معه ﷺ فيه ؛ فكلام باطل ؛ فإنه كما قيل : لا قياس مع النص ، لأنه لا يذكر الآل في تشهد الأذان لا ندباً ، ولا وجوباً ، ولأنه ليس في الأذان دعاء له ﷺ ؛ بل شهادة بأنه رسول الله ، والآل لم يأت تعبد بالشهادة بأنهم آله .

ومن هنا تعلم أن حذف لفظ الآل من الصلاة ، كما يقع في كتب الحديث ، ليس على ما ينبغي ، وكنت سئلت عنه قديماً ، فأجبت أنه قد صح عند أهل الحديث ـ بلا ريب ـ كيفية الصلاة على النبي ﷺ ، وهم رواتها ، وكأنهم حذفوها خطأ ؛ تقية ؛ لما كان في الدولة الأموية من يكره ذكرهم ، ثم استمر عليه عمل الناس متابعة من الآخر للأول ؛ فلا وجه له ! وبسطت هذا الجواب في «حواشي شرح العمدة» بسطاً شافياً .

وأما من هم الآل ، ففي ذلك أقوال : الأصح : أنهم من حرمت عليهم الزكاة ؛ فإنه بذلك فسرهم زيد بن أرقم ، والصحابي أعرف بمراده ﷺ ، فتفسيره قرينة على تعيين المراد من اللفظ المشترك ، وقد فسرهم : بآل علي ، وآل جعفر ، وآل عقيل ، وآل العباس .

فإن قيل : يحتمل أن يراد بقوله : إذا نحن صلينا عليك في صلاتنا ، أي : إذا نحن دعونا لك في دعائنا ؛ فلا يدل على إيجاب الصلاة عليه في الصلاة ، قلت : الجواب من وجهين :

٥٥٤

سُبُلُ السَّلَامِ

شَرْح

بُلُوغِ المَرَامِ

لِلحَافِظ ابن حَجَر العَسْقَلَانِي

المتوفى سنة (٨٥٢هـ) رحمه الله

تَصْنِيف

الإمام العلامة محمد بن إسماعيل الصنعاني

المتوفى سنة (١١٨٢هـ) رحمه الله

تَعْلِيق

العلامة المحدث الشيخ محمد ناصر الدين الألباني

المتوفى سنة (١٤٢٠هـ) رحمه الله

shahrizwanalvi@gmail.com

الجزء الأول

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

الطبعة الأولى

١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦م

امیرِ معاویہ کا حضرت علی علیہ السلام سے بغض..... حضرت علی علیہ السلام سے محبت ایمان ہے اور بغض نفاق ہے((صحیح مسلم)).. اور علی علیہ السلام کو مولا وہی مانیگا جو نبی(ص) کو مولا مانے گا((من کنت مولاہ و ہذا علی مولا...حدیثِ متواتر حاشیہ سنن ترمذی حافظ زبیر علی زئی))... اب دیکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رض فرما رہے ہیں کہ امیرِ معاویہ نے بغضِ علی علیہ السلام میں سنتِ نبی(ص) کو ترک کر دیا ہے((سنن نسائی))... یعنی صرف بغض ہی نہیں بلکہ اسکی شدت کا بھی اظہار ہو گیا...اور نبی(ص) فرماتے ہیں کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے آخرت میں اسی کیساتھ ہو گا.((بخاری)).. اب یہ تو ثابت ہو گیا کہ امیرِ معاویہ علی علیہ السلام کیساتھ نہیں ہونگے اور علی علیہ السلام کیساتھ نہ ہونے کا مطلب نبی(ص) سے جدائی ہے...جو شخص اس بغض کو ایمان ثابت کرنا چاھتا ہے وہ دین الہی کا باغی ہے...امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جتنی صحیح احادیث امام علی علیہ السلام کے فضائل میں مروی ہیں کسی اور کیلیئے ثابت نہیں ہیں....اور عبد اللہ بن مسعود رض تو فرماتے ہیں کہ ہم اھلِ مدینہ میں سب سے افضل علی علیہ السلام کو مانتے تھے..اور یہ عبد اللہ بن مسعود(رض) صرف اپنا نظریہ نہیں بتا رہے بلکہ اصحاب کا نظریہ بتا رہے ہیں..تو ایسی شان والے سے اس شخص کا بغض رکھنا کہ جس کے بارے میں ایک بھی صحیح السند حدیث فضائل میں مروی نہیں ہے..اسکے ناصبی ہونے کی واضح دلیل ہے...اور جو تاویلات کا جال بچھاتا ہے وہ پہلے خود کو محبِ اھلبیت و مومن ثابت کرے.

التعليقات السلفية

لأبي الطيب محمد عطاء الله حنيف الفوجياني
رحمه الله تعالى (ت ١٤٠٩هـ)

على

سنن النسائي

للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله تعالى
٢١٥هـ ———— ٣٠٣هـ

الجزء الثالث

صححه وعلق عليه وخرج أحاديثه:
أبو الأشبال/ أحمد شاغف و أحمد مجتبى السلفي

تقديم

فضيلة الشيخ صالح اللحيدان حفظه الله
رئيس مجلس القضاء الأعلى بالمملكة العربية السعودية

المكتبة السلفية باكستان

حدیث 3009.. علی علیہ السلام سے بغض کیوجہ سے سنت کو چھوڑا

١٩٧ ــ التلبية بعرفة

٣٠٠٩ ــ أخبرنا أحمد بن عثمان بن حكيم الأودي قـال : حدثنا خالد بن مخلد قال : حدثنا علي بن صالح ، عن ميسرة بن حبيب ، عن المنهال بن عمرو ، عن سعيد بن جبير قال : كنت مع ابن عباس بعرفات فقال : ما لي لا أسمع الناس يلبون ؟ قلت : يخافون من معاوية ، فخرج ابن عباس من فسطاطه فقال : « لبيك اللهم لبيك لبيك » فإنهم قد تركوا السنة من بغض عليّ .

١٩٨ ــ الخطبة بعرفة قبل الصلاة

٣٠١٠ ــ أخبرنا عمرو بن علي قال : حدثنا يحيى ، عن سفيان ، عن سلمة بن نبيط ، عن أبيه قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب على جبل أحمر بعرفة قبل الصلاة .

١٩٩ ــ الخطبة يوم عرفة على الناقة

٣٠١١ ــ أخبرنا محمد بن آدم ، عن ابن المبارك ، عن سلمة بن نبيط ، عن أبيه قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم عرفة على جمل أحمر .

قوله : فسطاطه ، هو بالضم والكسر ، ضرب من الأبنية في السفر دون السرادق ، وبهذا ظهر منشأ الخلاف بين العلماء في التلبية في عرفات ، وظهر أن الحق مع أي الفريقين ــ س .

قوله : من بغض عليّ ، أي لأجل بغضه ، أي وهو كان يتقيد بالسنن فهؤلاء تركوها بغضاً له ــ س .

قوله : الخطبة إلخ ، هذا أحد الخطب الأربع التي شرعت في الحج : أحدها يوم التروية ، وثانيها يوم عرفة ، وثالثها يوم النحر ، ورابعها أوسط أيام التشريق ، وكل هذه الخطب وردت بها الأحاديث في الصحيح وغيره ، والحنفية ومن تبعهم خالفوا في خطبة يوم النحر ، قال الحافظ : وفي هذه

٣٠٠٩ ــ صحيح الإسناد ، تفرد به المؤلف ــ المزي : ٤/٤٥٢/٥٦٣٠ .

٣٠١٠ ــ صحيح ، د الحج ٦٢ : ٢/٤٦٨ ، ٤٦٩ ، ق الإقامة ١٥٨ : ١/٤٠٩ ، حم : ٤/٣٠٦ ــ المزي : ٩/٧/١١٥٨٩ .

٣٠١١ ــ صحيح ، انظر رقم ٣٠١٠ .

صحیح بخاری حدیث 7153...جس سے محبت اسی کا ساتھ..

أَبِي تَمِيمَةَ قَالَ: شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدُبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوصِيهِمْ فَقَالُوا: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: وَمَنْ يُشَاقِقْ يَشْقُقِ اللهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالُوا: أَوْصِنَا فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الإِنْسَانِ بَطْنُهُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لاَ يَأْكُلَ إِلاَّ طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لاَ يُحال بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءُ كَفِّهِ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ)). قُلْتُ لأَبِي عَبْدِ اللهِ مَنْ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدُبٌ قَالَ: نَعَمْ جُنْدُبٌ.

[راجع: ٦٤٩٩]

اور جندب اور ان کے ساتھیوں کے پاس موجود تھا۔ صفوان اپنے ساتھیوں (شاگردوں) کو وصیت کر رہے تھے' پھر (صفوان اور ان کے ساتھیوں نے جندب رضی اللہ عنہ سے) پوچھا' کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو لوگوں کو ریاکاری کے طور پر دکھانے کے لیے کام کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کی ریاکاری کا حال لوگوں کو سنا دے گا اور فرمایا کہ جو لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تکلیف میں مبتلا کرے گا' پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے انسان کے جسم میں اس کا پیٹ سڑتا ہے پس جو کوئی طاقت رکھتا ہو کہ پاک و طیب کے سوا اور کچھ نہ کھائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے اور جو کوئی طاقت رکھتا ہو وہ چلو بھر لہو بہا کر (یعنی ناحق خون کر کے) اپنے تئیں بہشت میں جانے سے نہ روکے۔ جریری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے پوچھا' کون صاحب اس حدیث میں یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا؟ کیا جندب کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں وہی کہتے ہیں۔

١٠- باب الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلَى بَابِ دَارِهِ.

باب چلتے چلتے راستہ میں کوئی فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا' یحییٰ بن یعمر نے راستہ میں فیصلہ کیا اور شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر فیصلہ کیا

٧١٥٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَعْدَدْتَ

(۷۱۵۳) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے سالم بن ابی الجعد نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک شخص مسجد کی چوکھٹ پر آ کر ہم سے ملا اور دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس پر وہ شخص خاموش سا ہو گیا' پھر اس نے کہا یا رسول اللہ!

لَهَا؟)) فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ وَلاَ صَلاَةٍ وَلاَ صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)).

میں نے بہت زیادہ روزے' نماز اور صدقہ قیامت کے لیے نہیں تیار کئے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحیح روایات کی روشنی میں



تالیف

حافظ شبیر محمد

تحقیق و تخریج

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

امام احمد بن حنبل کا قول...

بیٹھے ہوں گے۔ (فضائل الصحابۃ رزیادات القطیعی: ۱۰۵۷ وسندہ صحیح)

ابواسحاق السبیعی فرماتے ہیں: " رأیت علیاً ...... ضخم اللحیة " میں نے علی (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، آپ کی بڑی اور گھنی داڑھی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۲۵/۳ وسندہ صحیح، یونس بن ابی اسحاق بری من التدلیس)

امام اہلِ سنت: احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے: "ماجاء لأحد من أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ماجاء لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه"

جتنے فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے (احادیث میں) آئے ہیں اتنے فضائل کسی دوسرے صحابی کے نہیں آئے۔ (مستدرک الحاکم ۱۰۷/۳، ۱۰۸ ح ۴۵۷۲ وسندہ حسن)

مختصر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بدری، من السابقین الاولین، امیر المومنین خلیفۂ راشد اور خلیفۂ چہارم تھے۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں جن کے احاطے کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہے۔

امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

"جان لو، اللہ ہم اور تم پر رحم کرے، بے شک اللہ کریم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ فضیلت عطا فرمائی۔ خیر میں آپ کی پیش قدمیاں عظیم ہیں اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ آپ عظیم فضیلت والے ہیں۔ آپ جلیل القدر، عالی مرتبہ اور بڑی شان والے ہیں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور چچازاد، حسن وحسین کے ابا، مسلمانوں کے مردِ میدان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے والے، ہم پلہ لوگوں سے لڑنے والے، امام عادل زاہد، دنیا سے بے نیاز (اور) آخرت کے طلب گار، متبع حق، باطل سے دور اور ہر بہترین اخلاق والے ہیں۔ اللہ ورسول آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ اللہ ورسول سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ایسے انسان ہیں کہ آپ سے متقی مومن ہی محبت کرتا ہے اور آپ سے صرف منافق بدنصیب ہی بغض رکھتا ہے۔ عقل، علم، بردباری اور ادب کا خزانہ ہیں، رضی اللہ عنہ" (الشریعۃ ص ۱۴۱۷، ۱۴۱۵)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھردے۔ آمین

[الحدیث: ۱۷، ۱۸]

حضرت عبد اللہ بن مسعود کا بیان...

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''کنا نتحدث أن أفضل (أقضى) اهل المدينة علي بن أبي طالب'' ہم باتیں کرتے تھے کہ اہلِ مدینہ میں سب سے افضل (اقضی) علی بن ابی طالب ہیں۔ (فضائل الصحابۃ للامام احمد ۶۰۴/۲ ح ۱۰۳۳ وسندہ صحیح)

غزوۂ خیبر کے موقع پر مرحب یہودی کی للکار کا جواب دیتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' أنا الذي سمتني أمي حيدرة'' میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، میں وہ (حیدر/شیر) ہوں۔ (صحیح مسلم: ۱۸۰۷ دارالسلام: ۴۶۷۸)

پھر آپ نے مرحب یہودی کو قتل کر دیا اور فتح خیبر آپ کے ہاتھ پر ہوئی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) حراء (پہاڑ) پر تھے کہ وہ (زلزلے کی وجہ سے) ہلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رک جا، اس وقت تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید (ہی) کھڑے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۲۴۱۷ ودارالسلام: ۶۲۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((من آذى علياً فقد آذاني)) جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ (فضائل الصحابۃ / زیادات القطیعی: ۱۰۷۸، وسندہ حسن ولہ شاہد عند ابن حبان، الموارد: ۲۲۰۲ والحاکم ۱۲۳/۳ وصححہ ووافقہ الذہبی)

ایک دفعہ (بعض) لوگوں نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: ((أيها الناس لا تشكوا علياً فو الله إنه لأخشن في ذات الله أو في سبيل الله)) لوگو! علی کی شکایت نہ کرو، اللہ کی قسم بے شک وہ اللہ کی ذات یا اللہ کے راستے میں بہت زیادہ خشیت (خوف) رکھتے ہیں۔ (مسند احمد ۸۶/۳ والحاکم ۱۳۴/۳ وصححہ ووافقہ الذہبی وسندہ حسن)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) ان لوگوں میں ہوں گے جن کا ذکر اللہ نے (قرآن مجید میں) کیا ہے۔ ﴿وَنَزَعْنَا مَافِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ (الحجر: ۴۷) اور ان کے دلوں میں جو کدورت ہوگی ہم اسے نکال دیں گے اور وہ چارپائیوں پر، بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے

غنیة الطالب

فی مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

تحقیق وتخریج
شیخ الحدیث، علامہ غلام مصطفی ظہیر امن پوری

ترجمہ وتفہیم
ابوالوفا محمد حماد اثری

اس کی سند حسن ہے۔ (مجمع الزوائد: 9/130)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت سے بغض نفاق اور نار جہنم کا سبب ہے

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ : لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

''قسم اس ذات کی، جس نے دانے کو پھاڑا، جانداروں کو پیدا کیا! نبی ﷺ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ مجھ سے محبت صرف مومن کرے گا، مجھ سے بغض صرف منافق رکھے گا۔''

(صحيح مسلم : 78، خصائص علي للنسائي : 100)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِيَّ، وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي .

''ایک قوم میری محبت میں غلو کی وجہ سے، دوسری قوم میرے ساتھ بغض کے سبب آگ میں داخل ہوگی۔''

(السنة لابن أبي عاصم : 983، وسنده صحيحٌ)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے بغض رکھنے والے کو اللہ ضرور واصل جہنم کرے گا۔''

(صحيح ابن حبان : ٦٩٧٨، المستدرك للحاكم : ١٥٠/٣، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے۔

علی علیہ السلام کا دشمن اللہ کا دشمن ہے.......

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُحْفَةِ وَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ، فَخَطَبَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي وَلِيُّكُمْ قَالُوا : صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَرَفَعَهَا وَقَالَ : هٰذَا وَلِيِّي، والْمُوَدِّي عَنِّي، وَإِنَّ اللّٰهَ مُوَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَمُعَادِ مَنْ عَادَاهُ .

''جحفہ کا دن تھا، رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور خطبہ دے رہے ہیں، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: لوگو! میں آپ کا دوست ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا: یقیناً اللہ کے رسول! پھر علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا: یہ میرے دوست، میری ذمہ داری ادا کرنے والے، یقیناً اللہ اس کا دوست ہے، جس کے علی رضی اللہ عنہ دوست ہیں اور وہ اللہ کا دشمن ہے، جو علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے۔''

(خصائص علي للنسائي : 9، سنده حسنٌ)

سیدہ عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ عَلِيٍّ، فَخَطَبَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلٰى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟ قَالُوا : نَعَمْ، صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَرَفَعَهَا فَقَالَ : مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَهٰذَا وَلِيُّهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُوَالِي مَنْ وَالَاهُ، وَيُعَادِي مَنْ عَادَاهُ .

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور خطبہ دیا، اللہ کی حمد وثنا بیان

کی، پھر فرمایا: آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کو آپ کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہوں؟ عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! آپ نے درست فرمایا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا: میں جس کا دوست ہوں، علی اس کے دوست ہیں۔ اللہ اس سے دوستی رکھتا ہے، جو علی سے دوستی رکھتا ہے، اللہ اس سے دشمنی رکھتا ہے، جو علی سے دشمنی رکھتا ہے۔''

(خصائص علي للنسائي : 90، مسند الإمام أحمد : 370/4، السنة لابن عاصم : 1368، صحيح ابن حبان : 6931، وسنده حسنٌ)

علی علیہ السلام کی شان میں گستاخی...... حضرت بی بی امِ سلمہ سلام اللہ علیھا فرماتی ہیں.کہ رسول اللہ(ص) نے فرمایا جس نےعلی علیہ السلام کو سب کیا اسنے گویا مجھے سب کیا(مسند احمد).اس کی سند کو محققِ مسند احمد علامہ احمد الزین و شعیب الارناؤط نے صحیح تسلیم کیا ہے.اور امام ھیثمی و امام حاکم و امام ذھبی نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے...اسی کیساتھ بی بی امِ سلمہ سلام اللہ علیھا ایک اور مقام پر فرماتی ہیں..کیا تم نبی(ص) کو سب کرتے ہو.مخاطب نے کہا ایسا ممکن نہیں تو بی بی امِ سلمہ فرماتی ہیں کیا تم علی علیہ السلام اور انکے چاھنے والوں کو سب نہیں کرتے.نبی(ص) علی علیہ السلام سے محبت کرتے تھے(خصائصِ نسائی).پھر ایک اور طرق میں مزید وضاحت ہوتی ہے کہ بی بی امِ سلمہ سلام اللہ علیھا فرماتی ہیں. تم علی علیہ السلام کو منبروں پر سب کرتے ہو(مسند ابو یعلیٰ) .اسکی سند کو محقق مسند ابو یعلیٰ نے صحیح تسلیم کیا ہے اور امام البانی نے اسے سلسلة الاحادیث الصحیحیہ میں صحیح ثابت کیا ہے...پھر ہم ایک اور صحابی رسول(ص) من بنی ھاشم حضرت عبد اللہ بن عباس رض کی روایت دیکھتے ہیں..ایک شخص نےانکے سامنے جب علی علیہ السلام کو سب کیا تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے نبی(ص) کو ازیت دی اور جس نے اللہ و نبی(ص) کو ازیت دی اس پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے.اور اسکیلیئے عذاب ہے(سورہ الاحزاب))..ایک حدیث کہ جس نے علی علیہ السلام کو ازیت دی اس نے مجھے (نبی(ص) کو)) ازیت دی.اسکی سند کی تحقیق حافظ زبیر علی

زئی سے اوپر پیش کیجا چکی ہے اور ابھی غلام مصطفیٰ ظہیر صاحب سے بھی اسکی تحقیق پیش کر دیجائے گی.انشاءاللہ.....ان تمام احادیث الصحیحیہ کو سامنے رکھکر چند باتیں معلوم ہوئیں....

1...جس نے علی علیہ السلام کو ازیت دی اس نے نبی(ص) کو ازیت دی.

2...جس نے نبی(ص) کو ازیت دی اس پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور عذاب ہے(بنصِ قرآن بذریعہ عبد اللہ بن عباس).

3...علی علیہ السلام کو سب کرنا نبی(ص) کو سب کرنا ہے.(بنصِ حدیث)

4...علی علیہ السلام کو سب کرنا اسلیئے نبی(ص) کو سب کرنا ہے کہ نبی(ص) علی علیہ السلام سے محبت فرماتے تھے(فرمانِ عبد اللہ بن عباس رض و امِ سلمہ سلام اللہ علیھا)..... اس کے تحت علی علیہ السلام کو سب کرنا اللہ کو سب کرنا ہے.کیونکہ حدیثِ واقعہ خیبر میں نبی(ص) نے فرمایا کہ میں علم اسکو دونگا جو اللہ و نبی(ص) سے محبت کرتا ہے اور اللہ و مبی(ص) اس سے محبت کرتے ہیں...((صحیحین))....

5...بی بی امِ سلمہ سلام اللہ علیھا و عبد اللہ بن عباس رض نے سب کرنے والے کیلیئے کوئی تاویل نہیں کی.کہ اسے کسی طرح جائز ثابت کریں بلکہ فوراً اس پر حکم لگایا کہ تم اللہ و نبی(ص) کو ازیت دے رہے ہو....

6.. علی علیہ السلام پر سب صرف نجی محفلوں میں نہیں بلکہ ممبروں پر ہوتا تھا....((روایت امِ سلمہ سلام اللہ علیھا))...

المسند

للإمام

أحمد بن محمد بن حنبل

١٦٤ - ٢٤١

شرحه وصنع فهارسه

حمزة أحمد الزين

الجزء الثامن عشر

من الحديث ٢٥٤٨٠

إلى الحديث ٢٧٥١٩

دار الحديث

القاهرة

حدیث 26627..علی علیہ السلام کو سب نبی(ص). کو سب..

٢٦٦٢٤ـ **حدثنا** عفان قال ثنا همام عن قتادة عن سعيد ـ يعني ابن المسيب ـ عن عامر بن أبي أمية عن أخته أم سلمة أن النبي ﷺ كان يصبح جنباً فيصوم ولا يفطر.

٢٦٦٢٥ـ **حدثنا** عفان ثنا حماد بن سلمة قال ثنا علي بن زيد عن شهر بن حوشب عن أم سلمة أن رسول الله ﷺ قال لفاطمة «ائتيني بزوجك وابنيك» فجاءت بهم، فألقى عليهم كساء فدكياً، قال: ثم وضع يده عليهم، ثم قال «اللهم إن هؤلاء آل محمد؛ فاجعل صلواتك وبركاتك على محمد وعلى آل محمد إنك حميد مجيد» قالت أم سلمة: فرفعت الكساء لأدخل معهم، فجذبه من يدي وقال «إنك على خير».

٢٦٦٢٦ـ **حدثنا** عبدالله بن بكر قال ثنا حاتم بن أبي صغيرة عن المهاجر بن القبطية عن أم سلمة عن رسول الله ﷺ أنه قال «ليخسفن بقوم يغزون هذا البيت ببيداء من الأرض» فقال رجل من القوم: يا رسول الله؛ وإن كان فيهم الكاره؟ قال «يبعث الله كل رجل منهم على نيته».

٢٦٦٢٧ـ **حدثنا** يحيى بن أبي بكير قال ثنا إسرائيل عن أبي إسحق عن أبي[١] عبدالله الجدلي قال: دخلت على أم سلمة، فقالت لي: أيسب رسول الله ﷺ فيكم؟ قلت: معاذ الله ـ أو سبحان الله أو كلمة نحوها ـ قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول «من سب علياً فقد سبني».

(٢٦٦٢٤) **إسناده صحيح**، سبق في ٢٦٥٢٧.

(٢٦٦٢٥) **إسناده حسن**، سبق في ٢٦٤٧٩.

(٢٦٦٢٦) **إسناده صحيح**، سبق في ٢٦٥٨١.

(٢٦٦٢٧) **إسناده صحيح**، وقال الهيثمي ٩/١٣٠ رجاله رجال الصحيح.

(١) في ط (عن عبدالله الجدلي) وهو خطأ.

امام حاکم و امام ذہبی نے بھی صحیح کہا..

مُسْنَد الإمام أحمد بن حنبل

(١٦٤-٢٤١هـ)

حقق هذا الجزء وخرّج أحاديثه وعلّق عليه

شعيب الأرنؤوط — محمد نعيم العرقسوسي — إبراهيم الزيبق

محمد أنس الخن

الجزء الرابع والأربعون

مؤسسة الرسالة

مَجِيدٌ». قالت أمُّ سَلَمة: فرفعتُ الكساءَ لأدخلَ معهم، فجَذَبه من يدي، وقال: «إنَّكِ على خَيْرٍ»[1].

٢٦٧٤٧- حدثنا عبد الله بنُ بكر، قال: حدثنا حاتِمُ بنُ أبي صَغيرة، عن المُهاجر بن القِبطية

عن أمِّ سلمة، عن رسول الله ﷺ أنه قال: «لَيُخْسَفَنَّ بقومٍ يَغْزُونَ هذا البيتَ بِبَيْدَاءَ مِنَ الأرْض». فقال رجلٌ من القوم: يا رسولَ الله، وإنْ كانَ فيهم الكارِهُ؟ قال: «يُبْعَثُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ على نِيَّتِهِ»[2].

٢٦٧٤٨- حدثنا يحيى بنُ أبي بكير، قال: حدثنا إسرائيل، عن أبي

(١) حديث صحيح وهذا إسناد ضعيف لضعف عليِّ بن زيد -وهو ابن جُدْعان- وشَهْرِ بن حَوْشب، وبقية رجاله رجال الشيخين، غير حمّاد بن سَلَمة، فمن رجال مسلم. عفّان: هو ابنُ مسلم الصفّار.

وأخرجه أبو يعلى (٧٠٢٦) من طريق عفّان، بهذا الإسناد.

وأخرجه الطحاوي في «شرح مشكل الآثار» (٧٦٩)، والطبراني في «الكبير» (٢٦٦٤) و٢٣/(٧٧٩) من طريقين عن حمّاد بن سلمة، به.

وأخرجه أبو يعلى (٦٩١٢)، والطبراني (٢٦٦٥) و٢٣/(٧٨٠)، وابن عديّ في «الكامل» ٥/١٩١٧ من طريق عقبة بن عبد الله الرفاعي، عن شَهْر بن حَوْشب، به. وعقبةُ بنُ عبد الله ضعيف.

وقد سلف بنحوه بإسناد صحيح برقم (٢٦٥٠٨) فانظره لزاماً.

(٢) إسناده صحيح، وقد سلف الكلام عليه برقم (٢٦٧٠٢)، عبد الله بن بكر: هو ابنُ حَبيب الباهليّ.

وسلف كذلك برقم (٢٦٤٨٧).

إسحاق، عن أبي[1] عبد الله الجَدَلي، قال:

دخلتُ على أمِّ سَلَمة، فقالت لي: أَيُسَبُّ رسولُ الله ﷺ فيكم؟ قلتُ: معاذَ الله، أو سبحانَ الله، أو كلمةً نحوها، قالت: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «مَنْ سَبَّ عَلِيّاً، فَقَدْ سَبَّنِي»[2].

(١) قوله: أبي، سقط من (م).

(٢) إسناده صحيح، أبو إسحاق السَّبيعي -وإن اختلط- فإن رواية إسرائيل عنه في غاية الإتقان للزومه إياه، ورجال الإسناد ثقات رجال الشيخين غير أبي عبد الله الجَدَلي -واسمه عبد بن عبد، وقيل: عبد الرحمن بن عبد- فقد روى له أبو داود والترمذي والنسائي في «فضائل الصحابة»، وهو ثقة. إسرائيل: هو ابنُ يونُس بن أبي إسحاق السَّبيعي.

وأخرجه الحاكم ٣/١٢١ من طريق يحيى بن أبي بُكير، بهذا الإسناد. وقال: صحيح الإسناد، ووافقه الذهبي.

وأخرجه ابنُ أبي شيبة ١٢/٧٦-٧٧، والطبراني في «الكبير» ٢٣/(٧٣٧) من طريق فطر بن خليفة، عن أبي إسحاق، عن أبي عبد الله الجَدَلي قال: قالت لي أمُّ سَلَمة: يا أبا عبد الله، أَيُسَبُّ رسولُ الله ﷺ فيكم، ثم لا تغيّرون؟ قلت: ومن يَسُبُّ رسول الله ﷺ؟ قالت: يُسَبُّ عليٌّ ومَن يحبُّه، وقد كان رسول الله ﷺ يُحبُّه. وفطر بن خليفة ثقة، لكن لا يعرف سماعه من أبي إسحاق أقبل اختلاطه أم بعده؟

وأخرجه الحاكم ١/١٢١ من طريق بُكير بن عثمان البجلي، عن أبي إسحاق، به. وفيه قصة، وزاد في آخره: «ومن سبَّني فقد سبَّ الله تعالى». وبكير بن عثمان مجهول، تفرّد بالرواية عنه جندل بن والق.

وأخرجه أبو يعلى (٧٠١٣)، والطبراني في «الكبير» ٢٣/(٧٣٨)، وفي «الصغير» (٨٢٢) من طريق السُّدّي، عن أبي عبد الله الجَدَلي، به، بمثل رواية فطر بن خليفة السالفة. والسُّدّي: هو إسماعيل بن عبد الرحمن، حسن الحديث.

غنية الطالب

فی مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

تحقیق وتخریج
شیخ الحدیث، علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

ترجمہ وتفہیم
ابوالوفا محمد حماد اثری

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص رسول اللہ ﷺ کی تنقیص ہے

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَذٰى عَلِيًّا فَقَدْ أَذَانِي .

''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی، اس نے مجھے تکلیف دی۔''

(زوائد فضائل الصحابة للقطيعي : 1078، وسنده حسنٌ)

ابوعبداللہ جدلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ : أَيُسَبُّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ عَلٰى رُؤُوسِ النَّاسِ؟ فَقُلْتُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَأَنّٰى يُسَبُّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ : أَلَيْسَ يُسَبُّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَنْ يُحِبُّهُ؛ فَأَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّهُ .

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھے فرمانے لگیں، آپ کے ہوتے رسول اللہ ﷺ کو برا کہا جاتا ہے۔ عرض کیا: سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کو کیسے کوئی برا کہہ سکتا ہے؟ فرمایا: لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے محبین کو کیا برا نہیں کہتے؟ حالاں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔''

(مسند أبي يعلى : 7013، المعجم الكبير للطبراني : 323/23، المعجم الصغير للطبراني : 822، وسنده حسنٌ)

ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حديث 6977

بِأَيِّهِمَا شِئْتَ قَالَ: ثُمَّ إِنِّي أَتَيْتُ صَفِيَّةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ لِي مِثْلَ مَا قَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِ صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا آلَ مُحَمَّدٍ مَنْ حَجَّ مِنْكُمْ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فِي حَجَّةٍ، أَوْ فِي حَجَّتِهِ

کے پاس حاضر ہوا اور اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جس سے چاہو ابتدا کرو۔ پھر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا والی بات بتائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے آل محمد ﷺ تم میں سے جو حج کرے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے، حج کے ساتھ۔

6976 - حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، حَدَّثَنِي بُدَيْلٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُتَوَفَّى عَنْهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ، وَلَا الْمُمَشَّقَةَ، وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ نہ رنگے ہوئے کپڑے، نہ کنگھی وغیرہ کرے نہ زیورات پہنے نہ خضاب نہ سرمہ لگائے۔

6977 - حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَجَلِيُّ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: أَيُسَبُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنَابِرِ؟ قُلْتُ: وَأَنَّى ذَلِكَ؟، قَالَتْ: أَلَيْسَ يُسَبُّ عَلِيٌّ وَمَنْ يُحِبُّهُ فَأَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّهُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو منبروں پر گالیاں دی جائیں گی؟ راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کی، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو آپ رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں کیا ان کو گالیاں دی جاتی ہیں؟ میں گواہی دیتی ہوں کہ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔

6978 - حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو

6976- أخرجه عبد بن حميد: **1532** قال: حدثنا يعلى .

6977- الحديث في المقصد العلي برقم: **1338** وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد جلد**9**صفحه**130** .

6978- أخرجه أحمد جلد**6**صفحه**317** . وأبو داؤد رقم الحديث: **4026** .

سلسلة

الأحاديث الصحيحة

وشيء من فقهها وفوائدها

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

رحمه الله

المجلد السابع

القسم الأول

٣٠٠٠ - ٣٢٢١

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

٣٣٣٢ - (كان يحبُّ عليّاً) .

أخرجه الطبراني في «المعجم الأوسط» (٥٨٢٨/٣٨٩/٦) ، و«المعجم الصغير» (١٩٩ - هندية) : حدثنا محمد بن الحسين أبو حُصين القاضي : قال : حدثنا عون ابن سلام قال : حدثنا عيسى بن عبدالرحمن السُّلَمي عن السُّدِّي عن أبي عبدالله الجَدَلي قال :

قالت لي أم سلمة : أيُسب رسول الله ﷺ بينكم على المنابر؟! قلت : سبحان الله ! وأنى يسب رسول الله ﷺ ؟! قالت :

أليس يُسَبُّ علي بن أبي طالب ومن يحبه؟ وأشهد أن رسول الله ﷺ كان يحبه ! وقال الطبراني :

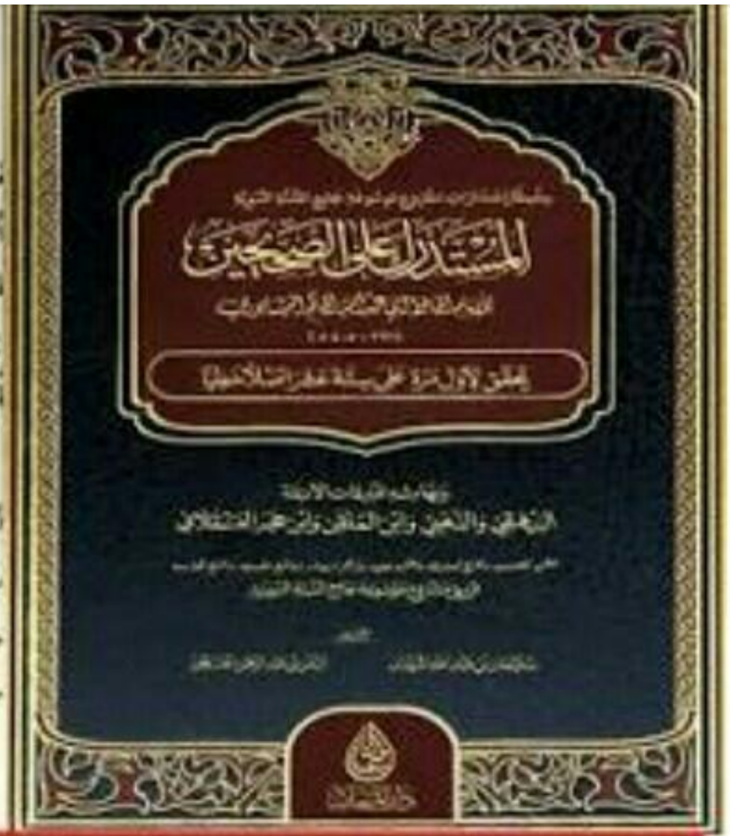
«لم يروه عن السدي إلا عيسى» .

قلت : ومن طريقه أخرجه أبو يعلى في «مسنده» (١٢/٤٤٤ - ٤٤٥) ، والطبراني أيضاً في «المعجم الكبير» (٧٣٨/٣٢٣/٢٣) من طرق أخرى عن عيسى به .

قلت : وهذا إسناد جيد ، ورجاله كلهم ثقات ، وفي السدي - واسمه إسماعيل بن عبدالرحمن - كلام يسير لا يضر ، وهو من رجال مسلم . وأما إعلال المعلق على «المسند» بقوله :

«رجاله ثقات إلا أنه - عندي - منقطع ، ما علمت رواية لإسماعيل بن عبدالرحمن السدي عن أبي عبدالله الجدلي فيما اطلعت عليه . والله أعلم» !

قلت : وهذا من أسمج ما رأيت من كلامه ؛ فإن السدي تابعي روى عن أنس في «صحيح مسلم» ، ورأى جماعة من الصحابة مثل الحسن بن علي ، وعبدالله بن عمر ، وأبي سعيد ، وأبي هريرة كما في «تهذيب المزي» ، يضاف إلى ذلك أن السدي لم يرم بتدليس ، فيُكتَفى في مثله المعاصرة ، كما هو مذهب جمهور الحفاظ الأئمة ، فلعله جنح به القلم إلى مذهب الإمام البخاري في «صحيحه» الذي يشترط اللقاء وعدم الاكتفاء بالمعاصرة ، وما أظنه يتبناه ؛ وإلا انهار مئات التصحيحات والتحسينات التي قررها ، ويغلب عليه التساهل في الكثير منها ، وبخاصة ما كان فيها من الرواة ممن لم يوثقهم أحد غير ابن حبان ، وهو لا يشترط اللقاء !



ـول: حججت وأنا غلام فمررت
أم سلمة زوج النبي ﷺ فسمعتها
ك يا أمتاه قالت يسب رسول الله ﷺ
: إنا لنقول أشياء نريد عرض الدنيا
فقد سبني ومن سبني فقد سب الله

لشيباني من أصل كتابه، ثنا علي بن
رمي، ثنا يحيى بن يعلى، ثنا بسام
ن ثعلبة، عن أبي ذر رضي الله عنه
ن عصاني فقد عصى الله ومن أطاع

٤٦١٨/ ٢١٦ ـ أخبرني محمد بن أحمد بن تميم القنطري، ثنا أبو قلابة الرقاشي، ثنا أبو عاصم، عن عبدالله بن المؤمل، حدثني أبو بكر بن عبيدالله بن أبي مليكة، عن أبيه قال: جاء رجل من أهل الشام فسب علياً عند ابن عباس فحصبه ابن عباس/ فقال: يا عدو الله آذيت رسول الله ﷺ ﴿إن الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة وأعد لهم عذاباً مهيناً﴾ لو كان رسول الله ﷺ حياً لآذيته.

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

٤٦١٩/ ٢١٧ ـ حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أبو زرعة الدمشقي، ثنا محمد بن خالد الوهبي، ثنا محمد بن إسحاق.

وأخبرناه أحمد بن جعفر البزار، ثنا عبدالله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد، ثنا أبي، عن محمد بن إسحاق، عن إبان بن صالح، عن الفضل بن معقل بن يسار، عن عبدالله بن نيار الأسلمي، عن عمرو بن شاس الأسلمي

٤٦١٧ ـ قال في التلخيص: صحيح.
٤٦١٨ ـ قال في التلخيص: صحيح.
٤٦١٩ ـ قال في التلخيص: صحيح.

امیرِ معاویہ کا علی علیہ السلام کو سب کا حکم دینا .....صحیح المسلم میں حدیث ہے کہ امیرِ معاویہ نے سعد بن ابی وقاص رض کو ایک حکم دیا اور پھر پوچھا کہ آپ علی علیہ السلام کو سب کیوں نہیں کرتے ..اس حکم کی صراحت امام ابنِ تیمیہ نے فرمائی کہ امیرِ معاویہ نے سعد بن ابی وقاص رض کو علی علیہ السلام کو سب کرنے کا حکم دیا تھا..سعد بن ابی وقاص نے منع کر دیا تو امیرِ معاویہ نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے آپ علی علیہ السلام کو سب نہیں کرتے(منہاج السنہ .)اور حدیث کے الفاظ سے بھی عیاں ہے کہ پہلے ایک حکم دینے کا زکر ہے پھر وہیں علی علیہ السلام کو سب نہ کرنے کیوجہ پوچھنے کا زکر ہے ظاہر ہے سوال حکم کے بعد ہے تو حکم سے متعلق ہی ہو سکتا ہے..حاشیہ میں علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ معاویہ صحابی ہیں اور ان پر علی علیہ السلام کو سب کرنے کا الزام آتا ہے اسلیئے اسکی تاویل ضروری ہے..تو معلوم ہو گیا کہ تاویلاً کہا جاتا ہے کہ معاویہ نے علی علیہ السلام کو سب کرنے کا حکم نہیں دیا اور اس سے عیاں ہے کہ الفاظِ روایت سے مترشح ہوتا ہے کہ حکم دیا تھا اور وہ علی علیہ السلام کو سب کرنے کا حکم ہے...رہا تاویل کرنا کہ وہ صحابی ہیں تو اسکا جواب مقدمہ میں درج ہے کہ ہر گناہ کی تاویل کرنا اسلام کا مزاج نہیں ہے.اور دوسری بات کہ جب نسائی کی روایت سے عیاں ہے کہ معاویہ علی علیہ السلام سے اتنا سخت بغض رکھتا تھا کہ اسنے اس بغض کیوجہ سے سنتِ نبی)ص (کو ترک کر دیا اور دوسروں کو بھی

)ترک کرنے کیلیئے خوف دلایا اور سنن بہیقی میں عبد اللہ بن عباس (رض
.نے انکے اس فعل.پر ان پر لعنت فرمائی...پھر تاویل کیسی اور کیوں

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)).

حضرت علی کو خلیفہ کیا (مدینہ میں) جب آپ غزوہ تبوک کو تشریف لے گئے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں آپؐ نے فرمایا تم خوش نہیں ہوتے اس بات سے کہ تمہارا درجہ میرے پاس ایسا ہو جیسے ہارون کا تھا موسیٰؑ کے پاس پر میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔

٦٢١٩- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

٦٢١٩- ترجمہ وہی جو اوپر گزرا۔

٦٢٢٠- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ لَهُ خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي)) وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ)) وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ((ادْعُوا لِي عَلِيًّا)) فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

٦٢٢٠- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے سعد کو امیر کیا تو کہا تم کیوں برا نہیں کہتے ابوتراب کو سعد نے کہا میں تین باتوں کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں حضرت علی کو برا نہیں کہوں گا اگر ان باتوں میں سے ایک بھی مجھ کو حاصل ہو تو وہ مجھے لال اونٹوں سے زیادہ پسند ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے جب آپؐ نے کسی لڑائی پر جاتے وقت ان کو مدینہ میں چھوڑا انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا آپ نے فرمایا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارا درجہ میرے پاس ایسا ہو جیسا ہارون کا تھا موسیٰؑ کے پاس پر اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور میں نے سنا رسول اللہؐ سے آپؐ فرماتے تھے خیبر کے دن کل میں ایسے شخص کو نشان دوں گا جو محبت رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ اور اس کا رسول بھی محبت رکھتا ہے اس سے یہ سن کر ہم انتظار کرتے رہے آپؐ نے فرمایا علی کو بلاؤ وہ آئے تو ان کی آنکھیں دکھتی تھیں آپ نے ان کی آنکھ میں تھوک دیا اور نشان ان کے حوالے کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فتح دی ان کے ہاتھ پر اور

(٦٢٢٠) ☆ ابوتراب کنیت ہے حضرت مرتضیٰ علی کی اس روایت سے معاویہؓ کی نسبت ایک قباحت عائد ہوتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی قرابت اور حضرت علی کی فضیلت کا مطلق خیال نہیں کیا نووی نے کہا اس میں ایک صحابی پر الزام آتا ہے اور اس کی تاویل ضروری ہے اس طرح سے کہ معاویہؓ نے سعد کو برا کہنے کا حکم نہیں دیا بلکہ برا نہ کہنے کا سبب پوچھا گویا دریافت کیا کہ تم برا کہنے سے کیوں پرہیز کرتے ہو ان کے ڈر سے یا دلیل شرعی سے پرہیز کرتے ہو تو ٹھیک کرتے ہو اور جو اور کسی وجہ سے تو اس کا اور جواب ہے اور شاید سعد اس گروہ میں ہوں جو ﷺ

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ ((اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي)).

جب یہ آیت اتری بلاویں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو (یعنی آیت مباہلہ) تو آپ نے بلایا حضرت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو پھر فرمایا یا اللہ یہ میرے اہل ہیں۔

منهاج السنة النبوية

في نقض كلام الشيعة القدرية

لابن تيمية

أبي العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم

تحقيق

الدكتور محمد رشاد سالم

الجزء الخامس

الأحاديث المكذوبة ما لا يخفى كذبه على من له أدنى معرفة بالحديث، فضلاً عن علماء الحديث، وليس هو من علماء الحديث ولا ممن يُرجع إليه في هذا الشأن ألبتة(1). وهذه الأحاديث مما يعلم أهل المعرفة بالحديث أنها من المكذوبات. وهذا الرجل قد ذكر أنه يذكر ما هو صحيح عندهم، ونقلوه في المعتمد من قولهم وكتبهم، فكيف يذكر ما أجمعوا على أنه كذب موضوع، ولم يُروَ(2) في شيء من كتب الحديث المعتمدة، ولا صححه أحد من أئمة الحديث.

فالعشرة الأول(3) كلها كذب إلى [آخر حديث]: قتله(4) لعمرو بن عبد ودّ. وأما حديث سعد لما أمره معاوية بالسب فأبى، فقال: ما منعك أن تسب عليَّ بن أبي طالب؟ فقال: ثلاث قالهن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلن أسبه، لأن يكون لي واحدة منهن أحب إليَّ من حمر النعم.. الحديث. فهذا حديث صحيح رواه مسلم في صحيحه(5) وفيه ثلاث فضائل لعليٍّ لكن ليست من خصائص الأئمة ولا من خصائص

---

(1) يقول الأستاذ محب الدين الخطيب في تعليقه على «منهاج الاعتدال» ص ٣١٢: «أخطب خوارزم أديب متشيع من تلاميذ الزمخشري، اسمه الموفق بن أحمد بن إسحاق (٤٨٤ - ٥٦٨) له ترجمة في «بغية الوعاة» ٤٠١ و«روضات الجنات» (الطبعة الثانية) ٧٢٢ وغيرهما، وكتابه الذي كَذَّب فيه هذا الخبر على رسول الله صلى الله عليه وسلم اسمه «مناقب أهل البيت»..». وانظر ترجمة أبي االمؤيد الموفق بن أحمد المكّي الخوارزمي في: الأعلام ٢٨٩/٨ وذكر الزركلي أن كتابه «مناقب أمير المؤمنين على بن أبي طالب» مطبوع.

(2) ن، م، و، ى: ولا يروى.

(3) أ، ب: الأولى.

(4) ن، م، و: إلى قوله...

(5) سبق الحديث فيما مضى ٥٠١/١ وذكرت هناك أنه في: مسلم ١٨٧١/٤.

مغیرہ بن شعبہ.... یہ امیرِ معاویہ کیطرف سے گورنر مقرر ہوئے..انھوں نے علی علیہ السلام کی گستاخی کی تو جنابِ زید بن ارقم رض نے فرمایا کہ رسول اللہ(ص) نے فرمایا کہ کسی فوت شدہ کو سب نہ کرو اور تم علی علیہ السلام کو سب کر رہے ہو جبکہ وہ اس دنیا سے وفات پا چکے((مسند احمد))...اس حدیث کو شعیب الارناؤط اور امام ھیثمی نے صحیح کہا..اور امام حاکم و امام ذھبی نے صحیح علی شرطِ مسلم کہا ہے اور امام البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحیہ میں زکر کیا...... اس روایت میں جو باتیں عیاں ہیں...

1...مغیرہ بن شعبہ علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد بھی ان کو سب کیا کرتے تھے....

2...جس معنیٰ میں مغیرہ بن شعبہ نے علی علیہ السلام کو سب کیا اسی معنیٰ میں جنابِ زید بن ارقم رض نے بنصِ حدیث حرام قرار دیا....

3... کتاب الاصابہ و اسد الغابہ و تاریخِ طبری و تاریخ ابنِ خلدون و تاریخ ابنِ کثیر سب نے جنابِ حجر بن عدی رض کے حالات میں ایک ہی مشترکہ بات لکھی.کہ مغیرہ بن شعبہ علی علیہ السلام کو برسرِ منبر برا بھلا کہتا تھا... اور اسکو حجر بن عدی روکتے تھے.پھر حالات خراب ہونے پر جب مغیرہ کی جگہ زیاد کو امیرِ معاویہ نے وہاں کا حاکم مقرر کیا تو اسنے بھی مغیرہ بن شعبہ کی روش اختیار کی..اور پھر حجر بن عدی رض نے اسکو بھی روکا...جب زیاد نے امیرِ معاویہ کو حجر بن عدی کیخلاف خط لکھا

جسکی وجہ سے حجر بن عدی رض کو امیرِ معاویہ نے شہید کرنے کا حکم دیا..اس خط میں یہ بات لکھی ہوئی تھی..کہ حجر بن عدی و انکے ساتھی علی علیہ السلام کو قتلِ حضرت عثمان یا قصاصِ حضرت عثمان میں خطا سے معذور جانتے ہیں اور علی علیہ السلام پر رحمت بھیجتے ہیں...ان تمام کے حوالہ جات اوپر مرقوم ہیں...تو معلوم ہوا کہ امیرِ معاویہ کے گورنر منبروں پر علی علیہ السلام پر سب کیا کرتے تھے اور اس سب کو روکنے اور علی علیہ السلام پر رحمت بھیجنے والوں کو واجب القتل و فتنہ پرور اور حکومت کیلیئے خطرہ متصور کرتے تھے...

مسند

الإمام أحمد بن حنبل

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

حقق هذا الجزء وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط		محمد نعيم العرقسوسي

شارك في تحقيقه

محمد رضوان العرقسوسي

الجزء الثاني والثلاثون

مؤسسة الرسالة

١٩٢٨٨- حدثنا محمد بن بِشْر، حدثنا مِسْعَر، عن الحجَّاج مولى بني ثعلبة، عن قُطْبَةَ بنِ مالك عمِّ[1] زياد بن عِلاقة، قال:

نال المغيرةُ بن شعبة من عليٍّ، فقال[2] زيدُ بنُ أرقم: قد علمتَ أنَّ رسولَ الله ﷺ كان ينهَى عن سبِّ الموتَى، فلِمَ تَسُبُّ علياً وقد مات[3]؟!

= وقال شيخ الإسلام ابن تيمية في «منهاج السنة» ٥/ ٣٤-٣٦: وهو يتحدث عن حديث ابن عباس الطويل: وفيه ألفاظ هي كذب على رسول الله ﷺ .. وكذلك قوله: «وسَدَّ الأبواب كلها إلا باب علي» فإن هٰذا مما وضعته الشيعة على طريق المقابلة، فإن الذي في «الصحيح» عن أبي سعيد، عن النبي ﷺ أنه قال في مرضه الذي مات فيه: «إن أَمنَّ الناس عليَّ في ماله وصحبته أبو بكر، ولو كنت متخذاً خليلاً غير ربِّي، لاتخذت أبا بكر خليلاً ولكن أخوة الإسلام ومودته، لا يَبْقَيَنَّ في المسجد خوخَةٌ إلا سُدَّت إلا خوخَةَ أبي بكر» ورواه ابن عباس أيضاً في «الصحيحين».

قلنا: ولم يصنع الحافظ ابن حجر رحمه الله شيئاً في تقوية هٰذا الحديث بمثل هٰذه الأسانيد ولم يُصب في تنقيد الحافظين ابن الجوزي والعراقي رحمهما الله لإيرادهما هٰذا الحديث في الموضوعات.

انظر «القول المسدد» ٥-٦ و١٧-٢٢ و«فتح الباري» ٧/ ١٤-١٥.

(١) في (ق): «عن» بدل «عم» وهو خطأ، ووقع كذلك في نسخة الحافظ ابن حجر، فنبَّه عليها في «تعجيل المنفعة» في ترجمة أبي أيوب الحجاج مولى بني ثعلبة.

(٢) في (ظ١٣): فقال له.

(٣) صحيح، وهٰذا إسناد ضعيف لجهالة حجاج مولى بني ثعلبة، وهو ابن أيوب، ويكنى أبا أيوب كما سيرد في الرواية رقم (١٩٣١٥)، وهو من رجال «التعجيل». وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين غير قطبة بن مالك -وهو =

. . . .

= الثعلبي- فمن رجال مسلم، وله صحبة. محمد بن بشر: هو العبدي، ومسعر: هو ابن كدام.

وأخرجه الطبراني في «الكبير» (٤٩٧٥) من طريق الإمام أحمد، بهذا الإسناد.

وأخرجه ابن المبارك في «مسنده» (٢٦٩) -ومن طريقه الطبراني في «الكبير» (٤٩٧٥)، وأبو نعيم في «الحلية» ٧/ ٢٣٦ عن مسعر، به. ووقع عند الطبراني: عن قطبة بن مالك، عن زياد بن علاقة، وهو خطأ، كما نبَّهنا عليه في فروق النسخ، ووقع في مطبوع «الحلية» سقط وتحريف.

وأخرجه الطبراني (٤٩٧٤)، والحاكم في «المستدرك» ١/ ٣٨٤-٣٨٥ من طريقين عن عمرو بن محمد بن أبي رزين الخزاعي، عن شعبة، عن مسعر، عن زياد بن علاقة، عن عمه قطبة بن مالك، أن المغيرة بن شعبة نال من علي، فقام إليه زيد .... وعمرو بن محمد بن أبي رزين صدوق حسن الحديث، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الصحيح.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرِّجاه، ووافقه الذهبي.

وأخرجه أبو عوانة (كما في «إتحاف المهرة» ٤/ ٥٨٧) من طريقي شعبة وزهير بن معاوية، عن أبي إسحاق السبيعي، عن زيد بن أرقم، وإسناده صحيح. زهير بن معاوية -وإن روى عن أبي إسحاق بعد الاختلاط -متابع.

وذكره الهيثمي في «المجمع» ٨/ ٧٦، وقال: رواه الطبراني بأسانيد، ورجال أحد أسانيد الطبراني ثقات.

وسيأتي برقم (١٩٣١٥).

وفي باب النهي عن سبِّ الأموات، عن ابن عباس سلف برقم (٣٧٣٤)، وذكرنا هناك بقية أحاديث الباب.

قال السندي: قوله: قد علمتَ؛ قال له ذلك على طريق التنزُّل وفرضِ أنه =

١٩٢٨٩- حدثنا أبو داود، أخبرنا شعبة، عن خالد الحذَّاء، قال: سمعتُ أبا عبد الله ميموناً يحدثُ

عن زيد بن أرقم: أنَّ رسول الله ﷺ أمرَهم أن يتداوَوْا من ذاتِ الجَنْب بالعود الهنديِّ والزيت(١).

= كان يستحق السبَّ حال حياته، وإلا فهو رضي الله تعالى عنه أعلى من أن يُسبَّ في حياته، فكيفَ بعد الموت؟!

قلت: **وإسناده جيد**.

وله عند النسائي (٢ / ٢٨٧ و ٣٠٢) طريقان آخران عن علي.

وطريق آخر عند أحمد (١ / ١٤٧).

وله شاهد من حديث البراء بن عازب عند البخاري وغيره، وهو مخرج في «المشكاة» (٤٣٥٨ ـ التحقيق الثاني)، و «آداب الزفاف» (١٢٥).

وفي «صحيح مسلم» (٦ / ١٣٩ ـ ١٤٠) عن ابن عمر:

«أن ميثرته كانت أرجواناً».

قال ذلك رداً على من نسب إليه أنه يحرم ميثرة الأرجوان!

٢٣٩٧ ـ (نهى عن سبِّ الأمواتِ).

أخرجه الحاكم (١ / ٣٨٥) عن شعبة عن مسعر عن زياد بن علاقة عن عمه:

«أن المغيرة بن شعبة سب علي بن أبي طالب، فقام إليه زيد بن أرقم فقال: يا مغيرة! ألم تعلم أن رسول الله ﷺ نهى عن سب الأموات؟ فلمَ تسب علياً وقد مات؟!»، وقال:

«**صحيح على شرط مسلم**»، **ووافقه الذهبي**.

قلت: **وهو كما قالا**، وعم زياد بن علاقة اسمه قطبة بن مالك، وقد اختلف في إسناده على مسعر، فرواه شعبة عنه هكذا، وخالفه محمد بن بشر فقال: ثنا مسعر عن الحجاج مولى بني ثعلبة عن قطبة بن مالك عم زياد بن علاقة قال:

«نال المغيرة بن شعبة من علي، فقال زيد بن أرقم ...» الحديث.

أخرجه أحمد (٤ / ٣٦٩)، وأبو نعيم في «أخبار أصبهان» (٢ / ١٥٣).

وتابعه وكيع: ثنا مسعر عن أبي أيوب مولى بني ثعلبة عن قطبة بن مالك به.

مروان بن حکم... یہ امیرِ معاویہ کیطرف سے گورنر مقرر تھا... یہ وہ شخص ہے کہ اسکے باپ اور اس پر رسول اللہ(ص) نے لعنت فرمائی تھی..سلسلة الاحادیث الصحیحہ امام البانی ان تمام روایات کو صحیح ثابت کیا ہے اور جو ان روایات کو صحیح نہیں مانتا ان پر تعجب کیا ہے..... اس مروان نے بن حکم نے اھلبیت کہ جن پر ہم درود بھیجتے ہیں ان پر امام حسنین علیھم السلام کے سامنے لعنت کی.اور جواب میں امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھ پر اور تیرے باپ پر رسول اللہ(ص) نے لعنت کی ہے..((مسند ابو یعلیٰ)) اسکی سند کو محققِ کتاب حسین سلیم نے صحیح تسلیم کیا ہے.. اور امام ابنِ حجر عسقلانی نے اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے.....

چند باتیں بہت اہم ہیں ...

1...مروان جو کہ حضرت عثمان رض کی شہادت کا باعث بنا..یہ بات کسی اور مقام پر مفصلاً بیان کی جائیگی انشاءاللہ.... اور پھر یہی مروان جمل میں علی علیہ السلام کیخلاف جنگ کرنے آیا..پھر امیرِ معاویہ کیساتھ ملکر دوبارہ علی علیہ السلام کیخلاف صفین میں شریک ہوا.. تو ایسے شخص کو ہی آخر کیوں امیرِ معاویہ نے اپنی حکومت میں گورنر بنایا وہ بھی اس مدینہ میں جہاں اصحاب و آلِ رسول(علیھم السلام) موجود تھے..

2...یہ مروان بن حکم نبی(ص) کیطرف سے ملعون ہے....

3...جو شخص اھلبیت پر لعنت کرے اسکے فعل کی تاویل کرنیوالے خود لعنتی ہے....

حدیث 6731..

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيَّ بِلُعَابِهَا، فَأَلْقَاهَا فِي التَّمْرِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لِمَ أَخَذْتَهَا؟ قَالَ: لِأَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ، وَكَانَ يَقُولُ: دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ قَالَ: وَكَانَ يُعَلِّمُنَا هَذَا الدُّعَاءَ: اللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَاكْفِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ

کیوں پکڑی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صدقہ میری آل کے لیے حلال نہیں ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے: چھوڑ دو، جو تجھے شک میں ڈالے اس کی طرف جو شک میں نہ ڈالے۔ بے شک سچ اطمینان ہے۔ جھوٹ شک ہے اور ہم کو یہ دعا سکھاتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ الـى آخرہٖ''۔

6730 - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ طَرِيفٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مَأْمُونِ بْنِ زُرَارَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُحْفَةُ الصَّائِمِ الدُّهْنُ وَالْمِجْمَرُ

حضرت امام حسن بن علی ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: روزہ دار کا تحفہ تیل اور مجمر ہے۔

6731 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى قَالَ: كُنْتُ بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ، وَمَرْوَانَ يَتَشَاتَمَانِ فَجَعَلَ الْحَسَنُ يَكُفُّ الْحُسَيْنَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ. فَغَضِبَ الْحَسَنُ، فَقَالَ: أَقُلْتَ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ؟ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ لَعَنَكَ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ فِي صُلْبِ أَبِيكَ

حضرت ابو یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں حسین اور حسن ؓ کے درمیان تھا۔ اور مروان اِن دونوں کو گالیاں دے رہا تھا۔ حضرت حسن ؓ نے حضرت امام حسین ؓ کو روکا۔ مروان کہنے لگا: اہلِ بیت (معاذ اللہ) ملعون ہیں۔ حضرت امام حسن ؓ کو غصہ آیا' آپ ؓ نے فرمایا: تو یہ کیا بکواس کرتا ہے کہ اہلِ بیت ملعون ہیں؟ آپ ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تجھ پر حضور ﷺ کی زبانِ مبارک سے لعنت کی گئی ہے اس حالت میں کہ تو ابھی اپنے باپ کی پشت میں تھا۔

6730- أخرجه الترمذي رقم الحديث: **801** قال: حدثنا أحمد بن منيع .

6731- الحديث في المقصد العلي برقم: **1793** . وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد جلد**5**صفحه**240** .

المطالب العالية

بزوائد المسانيد الثمانية

للحافظ أحمد بن عليّ بن حجر العسقلاني
٧٧٣ - ٨٥٢ هجرية

تحقيق
عبد القادر بن عبد الكريم بن عبد العزيز جوندل

تنسيق
د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثري

المجلد الثامن عشر
٣٥ - ٣٦
بقية كتاب الفتن
(الفتوح، الملاحم، أشراط الساعة، البعث، الجنة والنار)
(٤٣٦٤ - ٤٦٢٧)

دار العاصمة للنشر والتوزيع
دار الغيث للنشر والتوزيع

٤٤٥٥ ــ وقال إسحاق: أخبرنا سليمان بن حرب، عن حماد بن سلمة، عن عطاء بن السائب عن أبي يحيى قال: كنت بين الحسن والحسين رضي الله عنهما، ومروان يشتم الحسين، والحسن ينهى الحسين رضي الله عنهما، إذ غضب مروان، فقال: أهل بيت ملعونون، فغضب الحسن رضي الله عنه، وقال: أقلت أهل بيت ملعونون؟ فوالله لقد لعنك الله وأنت في صلب أبيك.

[٢] وقال أبو يعلى: حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد، به.

٤٤٥٥ ــ درجته:

صحيح بهذا الإسناد، لأن جميع رواته ثقات، وعطاء بن السائب ثقة، اختلط في آخر عمره، ولكنه لا يضر، لأن حماد بن سلمة سمع منه قبل اختلاطه.

وذكره الهيثمي في المجمع (٥/ ٢٤٠)، وقال: «رواه أبو يعلى واللفظ له، وفيه عطاء بن السائب وقد تغير».

وذكره أيضاً في المجمع (١٠/ ٧٢)، وقال: «رواه الطبراني وفيه عطاء بن السائب وقد اختلط».

وذكره البوصيري في الإتحاف (٣/ل ١٢٤)، وعزاه لإسحاق بن راهويه وأبي يعلى وسكت عليه.

أخرجه أبو يعلى في مسنده (١٢/ ١٣٥) في مسند الحسن بن علي رضي الله عنه.

وأخرجه الطبراني في الكبير (٣/ ٨٥: ٢٧٤٠) من طريقين فرقهما عن حماد بن سلمة، به، بنحوه.

وأخرجه ابن عساكر في تاريخه (١٦/ ٣٤٧) من طريق ابن سعد عن عفان بن مسلم، عن حماد بن سلمة، به.

قلت: لم أجده في الطبقات لابن سعد في ترجمة مروان بن الحكم، ولعله في ترجمة الحسن أو الحسين ولكنهما في الجزء الساقط من المطبوع.

وذكره الذهبي في تاريخ الإسلام (عهد الخلفاء) ص (٣٦٦) وفي السير (٣/ ٤٧٨)، وقال: «أبو يحيى النخعي مجهول».

قلت: أبو يحيى: هو زياد المكي، كما تقدم في دراسة الإسناد، وهو ثقة.

سب کا مطلب اور اسکا حکم....اوپر ہر جگہ عربی کے لفظ...سب... کو اردو میں بھی ..سب... ہی لکھا گیا...معترض کہتا ہے کہ سب کے بہت سے معنیٰ ہیں..انمیں سے ایک معنی گالی ہے..اور دوسرا معنی برا کہنا..تیسرا معنی کسی کے فعل پر تنقید کرنا ہے.......اور چونکہ امیرِ معاویہ و مغیرہ بن شعبہ علی علیہ السلام سے جنگ کر چکے تھے.یہ علی علیہ السلام کے مؤقف کو غلط جانتے تھے.لہذا اس غلطی پر تنقید کرتے تھے اور یہ انکیلیئے جائز تھا...جواباً ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ سب جنگ کی بنا پر جائز تھا تو پھر حجر بن عدی رض پر کس شریعت نے یہ تنقید حرام کر دی تھی..وہاں اس فعل کو واجب القتل کیوں قرار دیا گیا کیا جائز کام کی شریعت میں سزا قتل ہوتی ہے...... اور کسی کے فعل پر اختلاف رکھتے ہوئے تنقید جائز ہے تو عبد الرحمٰن بن عدیس رض پر کس شریعت نے یہ امر حرام قرار دیا تھا کہ اس جائز فعل کی وجہ سے امیرِ معاویہ نے انھیں قید کر لیا اور انکے قتل کا قصاص بھی نہیں لیا..........اہم بات یہ ہے کہ جب ..سب... کا ہر جگہ معنی گالی نہیں ہوتا تو اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ ان روایات میں بھی سب کا مطلب گالی نہیں ہے...قادیانیوں کی طرح خاتم النبیین کی تاویل اسکے مختلف معنوں کیطرح کی جا رہی ہے...... ہم کہتے ہیں کہ جب امیرِ معاویہ کا بغض نسائی کی روایت سے ثابت ہو گیا جیسے چودہ محدثین کے حوالوں سے صحیح ثابت کیا گیا ہے...تو بغض رکھنے والے کے بارے میں جب لفظ ..سب... روایات میں آئیگا تو وہاں تاویل کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے.. یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک شخص کا نفاق ثابت ہو جائے اسکے بعد جب وہ

نبی(ص) کیلیئے لفظ راعنا استعمال کرے جس سے اللہ نے قرآن میں منع فرمایا ہے تو ہم اس منافق کے اس لفظ کی تاویل شروع کر دیں کہ اس منافق کا یہاں راعنا کا بے ادبی کا مطلب نہیں تھا...لہذا یہ محال ہے...

دوسری بات جب مغیرہ بن شعبہ نے سب کیا تو زید بن ارقم رض حدیث سنائی کہ وفات شدہ پر سب حرام ہے...لہذا وہاں وہی سب مراد ہے جس سے شریعت میں منع کیا گیا ہے..چاھے مطلب جو بھی کیا جائے...اور مروان کے الفاظ کی تو تاویل ممکم ہی نہیں ہے کیونکہ وہاں لعنت کا لفظ ہے.. ....اب اس بحث کا اختتام اس بات پر کرتے ہیں..کہ اگر سب کا مطلب کسی کے فعل پر اختلاف کرنا ہے تو کیا علی علیہ السلام کے بارے میں ایسا سب جائز ہے...آیئے نبی(ص) کی بارگاہ میں چلتے ہیں...وہاں ایک صحابی علی علیہ السلام کے ایک فعل کی شکایت کرتے ہیں جو فعل علی علیہ السلام انجام دے چکے تھے..یہ شکایت نبی(ص) کے سامنے کیجاتی ہے تو نبی(ص) یہ شکایت سنکر صحابی سے پوچھتے ہیں کہ تم علی علیہ السلام سے بغض رکھتے ہو.اور حاشیہ میں ابوداؤدراز صاحب نے ایک طرق نقل.کیا کہ جب علی علیہ السلام کی شکایت کی گئی تو نبی(ص) کا چہرہ متغیر ہو گیا((بخاری مع حاشیہ))...سوچنے کا مقام ہے کہ علی علیہ السلام کے فعل پر تنقید پر نبی(ص) غصہ ہوئے.حتیٰ علی علیہ السلام کو بلا کر پوچھا تک نہیں بلکہ صحابی کو تنقید سے منع فرما دیا.......پھر دوسری روایت میں چار اصحاب نے علی علیہ السلام کے فعل پر تنقید کی تو نبی(ص) نے تنقید سننا بھی گوارہ نہ کیا بلکہ چاروں اصحاب سے منہ موڑ لیا اور

چہرے پر غضب کے آثار آئے فرمایا تم علی علیہ السلام سے چاہتے کیا ہو...((ترمذی شریف))...یعنی نبی(ص) علی علیہ السلام کے فعل پر تنقید سننا بھی گوارہ نہیں کرتے اور اصحاب کے اس فعل سے نالاں ہوتے ہیں اور انہیں سختی سے اس فعل سے منع فرماتے ہیں...... تو پھر امیرِ معاویہ و مغیرہ بن شعبہ و مروان کی تنقید کیسے برداشت کر سکتے ہیں وہ بھی اس معاملے میں جس معاملے میں علی علیہ السلام کے حق ہونے پر خود نبی(ص) پیشنگوئی فرما چکے ہیں..اور تنقید کرنیوالے وہ ہیں جو شریعت کی نصوص سے باغی ہیں...جنھوں نے خلیفہ راشد کی بیعت نہ کر کے شریعت کی مخالفت کی...پھر خلیفہ سے جنگ کر کے شریعت کی مخالفت کی.. پھر بے گناہ افراد کا قتل کر کے شریعت کی مخالفت کی..پھر فتنہ پروری کر کے شریعت کی مخالفت کی....ایسے لوگوں کو کس شریعت نے حق دیا کہ وہ نفسِ پیغمبر(ص).((سورہ نساء آیت مباہلہ مع تفاسیر و روایتِ صحیح مسلم)) کے بارے میں تنقید کریں وہ بھی اس معاملے میں جس میں وہ حق پر ہیں...اور مظلوم ہیں...

ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذَلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ : مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ، فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ، قَالَ: فَغَنِمْتُ أَوَاقٍ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

ہدایت کی کہ خالد ؓ کے ساتھیوں سے کہو کہ جو ان میں سے تمہارے ساتھ یمن میں رہنا چاہے وہ تمہارے ساتھ پھر یمن کو لوٹ جائے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے وہ چلا آئے۔ براء ؓ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو یمن کو لوٹ گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں کئی اوقیہ چاندی کے ملے تھے۔

تشریح اسماعیل کی روایت میں ہے کہ جب ہم حضرت علی ؓ کے ساتھ پھر یمن کو لوٹ گئے تو کافروں کی ایک قوم ہمدان سے مقابلہ ہوا۔ حضرت علی ؓ نے ان کو آنحضرت ﷺ کا خط سنایا۔ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت علی ؓ نے یہ حال آنحضرت ﷺ کو لکھا۔ آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا ہمدان سلامت رہے۔

٤٣٥٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدْ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ : أَلاَ تَرَى إِلَى هَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ : ((يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟)) قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ : ((لاَ تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ)).

(۴۳۵۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید ؓ کی جگہ حضرت علی ؓ کو (یمن) بھیجا تاکہ غنیمت کے خمس (پانچواں حصہ) کو ان سے لے آئیں۔ مجھے حضرت علی ؓ سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے حضرت خالد ؓ سے کہا تم دیکھتے ہو علی ؓ نے کیا کیا (اور ایک لونڈی سے صحبت کی) پھر جب ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا (بریدہ) کیا تمہیں علی ؓ کی طرف سے بغض ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں' فرمایا علی ؓ سے دشمنی نہ رکھنا کیونکہ خمس (غنیمت کے پانچویں حصے) میں اس کا اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

تشریح دوسری روایت میں ہے کہ بریدہ ؓ نے کہا تو میں حضرت علی ؓ سے سب سے زیادہ محبت کرنے لگا۔ امام احمد کی روایت میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا علی ؓ سے دشمنی مت رکھ' وہ میرا ہے میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہی تمہارا ولی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب میں نے شکایت کی تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا میں جس کا ولی ہوں علی بھی اس کا ولی ہے' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ حضرت علی ؓ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی جو سب قیدیوں میں عمدہ تھی اور اس سے صحبت کی۔ بریدہ ؓ کو یہ گمان ہوا کہ حضرت علی ؓ نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ اس وجہ سے ان کو برا سمجھا۔ حالانکہ یہ خیانت نہ تھی کیونکہ خمس اللہ اور رسول کا حصہ تھا اور حضرت علی ؓ اس کے بڑے حقدار تھے اور شاید آنحضرت ﷺ نے ان کو تقسیم کے لیے اختیار بھی دیا ہو گا۔ اب استبراء سے قبل لونڈی سے جماع کرنا تو وہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لونڈی باکرہ ہو گی اور باکرہ کے لیے

بعضوں کے نزدیک استبراء لازم نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس دن حیض سے پاک ہو گئی ہو۔ (وحیدی) بہرحال حضرت علی ؓ سے بغض رکھنا اہل ایمان کی شان نہیں ہے۔ اللھم انی احب علیا کما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سنن ترمذی مع حکم امام البانی....

اکثر ایسا ہوتا کہ آپ عمرہ سے آتے اور پالان نہ اتارتے پھر چلے جاتے اور صلہ رحم میں بھی اپنے اقران سے ممتاز تھے۔ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے لَقَدْ قَتَلُوْهُ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَوْصَلِهِمْ لِلرَّحِمِ وَأَتْقَاهُمْ لِلرَّبِّ۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور اسی طرح مراتب سلوک میں پایہ عالی رکھتے تھے جزاه الله عنا خير الجزاء آمین۔

❀❀❀❀

۱۹۔ باب: مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ يُقَالُ: وَلَهُ كُنْيَتَانِ: أَبُوتُرَابٍ وَأَبُوالْحَسَنِ

باب: مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اور ان کی دو کنیتیں مشہور ہیں ایک ابوتراب دوسری ابوالحسن

(۳۷۱۲) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ : بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ فَمَضَى فِي السَّرِيَّةِ فَأَصَابَ جَارِيَةً فَأَنْكَرُوْا عَلَيْهِ وَتَعَاقَدَ أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا : إِنْ لَقِيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ، وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِذَا رَجَعُوْا مِنْ سَفَرٍ بَدَءُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا إِلَى رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَمْ تَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا. فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِي فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ الثَّالِثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: **((مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ، مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ ، مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ إِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَوَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِيْ))**. (اسناده صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة (۲۲۲۳) .

ترجمہ: روایت ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس پر عامل کیا اور وہ گئے اس لشکر میں پھر لے لی انہوں نے مال غنیمت سے ایک لونڈی لوگوں نے اسے برا جانا اور چار صحابیوں نے اقرار کیا کہ ملاقات کے وقت آپ کو خبر کریں گے اور مسلمانوں کی عادت تھی کہ جب سفر سے آتے پہلے آپ کو سلام کرتے پھر گھر جاتے غرض جب لشکر لوٹ آیا اور آپ پر سلام کیا ایک ان چار کا کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ دیکھئے علی رضی اللہ عنہ نے یہ کیا کیا آپ نے منہ پھیر لیا پھر دوسرا کھڑا ہوا وہی کہا تیسرا اور چوتھا آپ نے سب سے منہ پھیر لیا اور چوتھے سے متوجہ ہوئے اور غضب آپ کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا اور تین بار فرمایا کیا چاہتے ہو تم علی سے؟ علی مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور وہ دوست ہے ہر مؤمن کا بعد میرے۔